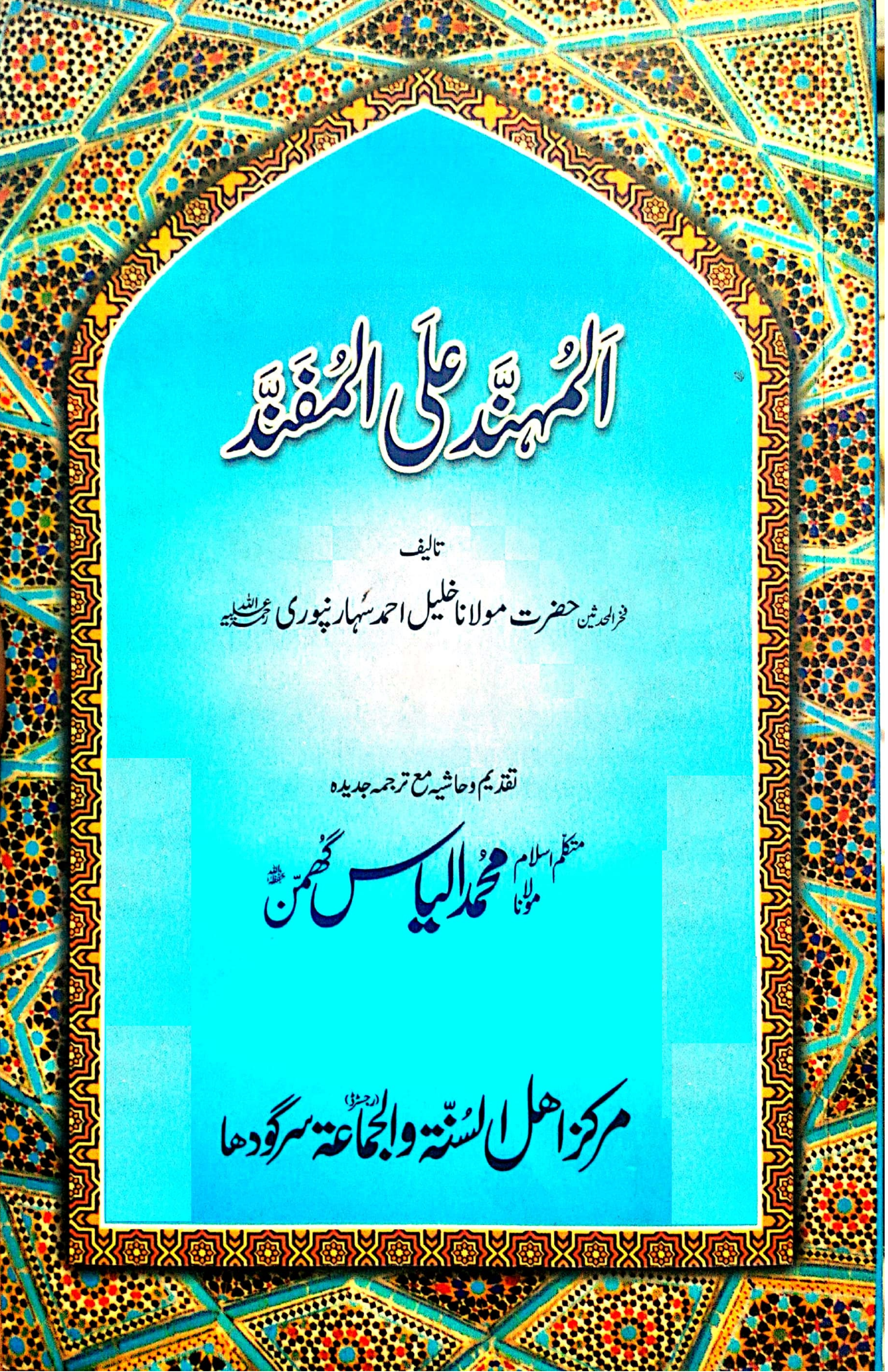

المہند علی المفند

تالیف

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

تقدیم وحاشیہ مع ترجمہ جدیدہ

متکلم اسلام مولانا **محمد الیاس گھمن** حفظہ اللہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ (رجسٹرڈ) سرگودھا

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ______ المهند على المفند

تالیف ______ مولانا خلیل احمد سہارنپوری

تقدیم وحاشیہ ______ مولانا محمد الیاس گھمن

باراشاعت ______ اول

تاریخ طبع ______ مئی 2017ء

تعداد ______ 2100

مطبع ______ دارالایمان

باہتمام ______ احناف میڈیا سروسز

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
Cell: 0321-6353540

دارالایمان
دوکان نمبر L-14 گلشن اردو بازار مین موتی محل
اسٹاپ گلشن اقبال، کراچی
Phone: 021-37498787 , Cell: 0334-2028787
www.ahnafmedia.com

فہرست

"المہند علی المفند" کا پس منظر----------------------6

پہلا اور دوسرا سوال--------------------------- 15

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا

تیسرا اور چوتھا سوال --------------------------29

انبیاء علیہم السلام اور نیک ہستیوں کا وسیلہ

پانچواں سوال -------------------------------32

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

چھٹا سوال----------------------------------36

قبر اطہر پر دعا کا طریقہ

ساتواں سوال -------------------------------41

بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم

آٹھواں، نواں اور دسواں سوال ---------------------44

مسئلہ تقلید

گیارھواں سوال ------------------------------47

مشائخ سے بیعت اور حصول فیض

بارھواں سوال ------------------------------ 51

شیخ محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں

محمد بن عبدالوہاب اور ہمارا موقف از قلم محمد الیاس گھمن -------55

تیرھواں اور چودھواں سوال ----------------------63

استویٰ علی العرش

پندرھواں سوال ------------------------------66

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت

سولھواں سوال ------------------------------68

ختم نبوت

سترھواں سوال------------------------------74

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فضیلت

اٹھارھواں سوال ------------------------------77

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم

انیسواں سوال ------------------------------80

ابلیس لعین کا علم؛

براہین قاطعہ کی عبارت کی وضاحت

بیسواں سوال ---------------------------86

حفظ الایمان کی عبارت پر شبہ کا جواب

اکیسواں سوال---------------------------92

ولادت مبارکہ کا تذکرہ

بائیسواں سوال---------------------------97

مجلس مولود کا حکم

تیئسواں سوال --------------------------- 103

عموم قدرت باری تعالیٰ

چوبیسواں سوال --------------------------- 110

صدق کلام باری تعالیٰ

پچیسواں سوال --------------------------- 112

امکان کذب اور اہل السنۃ کا موقف

چھبیسواں سوال--------------------------- 126

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں موقف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"المہند علی المفند" کا پس منظر

الحمد للہ وحدہ لاشریک لہ والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

اما بعد!

اللہ تعالیٰ ہر دور میں اپنے دین کو پھیلانے کے لیے اپنے مخصوص بندوں کا انتخاب فرماتے ہیں۔ اس دور میں براعظم ایشیاء میں خصوصاً اور پوری دنیا میں عموماً علماء حق علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کا انتخاب فرمایا جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لیے لگا دیا ہے۔ "علماء اھل السنۃ والجماعۃ دیوبند" دار العلوم دیوبند ہندوستان سے منسوب ان علماء حق کا نام ہے جنہوں نے اس دارالعلوم کی بنیاد رکھی، دارالعلوم دیوبند میں پڑھا، دار العلوم دیوبند میں پڑھایا یا دار العلوم دیوبند کے نظریات کو اپنایا۔ علماء حق علماء اھل السنۃ ولجماعۃ دیوبند نے کوئی نیا دین پیش نہیں فرمایا بلکہ جس دین کو اللہ رب العزت نے حضرت پاک حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما کر مکمل فرمایا، جس دین کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے دنیا میں پھیلایا اور مضبوط فرمایا اور جس دین کو فقہاء کرام اور محدثین عظام کے ذریعے عموماً اور چاروں ائمہ رحمہم اللہ کے ذریعہ خصوصاً لکھوایا اسی دین کو اللہ رب العزت نے انہی علماء حق علماء اھل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے ذریعے فتنوں سے بچایا اور اہل الحاد واہل بدعت کی نجاسات وآلائشوں سے پاک کروایا۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تکمیل دین، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذریعے تمکین دین اور حضرات محدثین اور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ذریعہ تدوین دین، علماء اھل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے

ذریعہ تطہیر دین فرمائی۔

جس طرح دین دشمن افراد اور جماعتوں نے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ان کی، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں ان کی اور حضرات محدثین وفقہاء عظام کے وقت میں ان کی ہر طرح سے مخالفت کی، ان پر بہتان باندھے، الزام تراشیاں کیں، اسی طرح علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے دور میں بعض لوگوں نے ان نورانی صفات اور اخلاص و عاجزی کے پیکر بندگانِ خدا کی مخالفت کی، الزامات لگائے حتیٰ کہ ان دین کے خدمت گاروں کو دین دشمن اور بے دین تک قرار دے کر ان پر کفر کے فتوے لگائے جس کی مثال ہندوستان کے معروف شخص مولوی احمد رضا خان صاحب کی کتاب " حسام الحرمین " ہے جس کا پورا نام ہے " حسَامُ الْحَرَمیْنِ علیٰ منْحرِ الْکفْرِ والْمیْنِ " یعنی فسق اور کفر کی گردن پر حرمین کی تلوار۔

مولوی احمد رضا خان صاحب (متوفیٰ 1340ھ) 1323ھ مطابق 1906ء حج کے لیے مکہ مکرمہ گئے۔ علماء حرمین یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ (زادھما اللہ شرفاً وکرماً) کے سامنے علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے چار اکابر علماء کی عبارات کو غلط انداز میں پیش کیا۔ ان میں حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1297ھ) پر الزام لگایا کہ انہوں نے " تحذیر الناس " میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی زمانہ میں کوئی نبی آسکتا ہے یعنی حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے۔ حضرت اقدس مفتی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (م 1323ھ) پر الزام لگایا کہ انہوں نے " فتاویٰ رشیدیہ " میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتے ہیں۔ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 1346ھ) پر الزام لگایا کہ انہوں نے " براہین قاطعہ " میں لکھا ہے کہ ابلیس کا علم

اللہ تعالیٰ کے علم سے زیادہ ہے اور حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (م1362ھ) پر الزام لگایا کہ انہوں نے " حفظ الایمان " میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتنا علم تھا اتنا علم تو ہر آدمی حتیٰ کہ پاگل اور جانور کے پاس بھی ہے۔

ادھر معاملہ یہ تھا کہ علماء حرمین اردو نہیں جانتے تھے کہ اصل کتاب دیکھ لیتے اور ان حضرات سے متعارف بھی نہ تھے کہ ان سے براہ راست معلوم فرما لیتے۔ لہٰذا انہوں نے لکھ دیا کہ انہوں نے اگر یہ لکھا ہے تو یہ کافر ہیں۔

بس مولوی احمد رضا خان نے یہ فتویٰ لیا اور " حسام الحرمین " کے نام سے ہندوستان میں چھاپ دیا۔ جب اس ساری صورت حال کا علم حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م1377ھ) کو ہوا تو حضرت نے علماءِ حرمین سے اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔ علماء حرمین نے چھبیس سوالات لکھ کر دیے کہ آپ علماء دیوبند اس بارے میں اپنا نقطہ نظر واضح کریں۔ ان چھبیس سوالات کے جوابات حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ نظر کتاب "اَلْمهندُ علی الْمفندْ" کی صورت میں تحریر فرمائے۔ "المہند" کا معنی ہے "ہندی تلوار" اور "المفند" کا معنی ہے " باطل اور جھوٹا"۔ گویا کتاب کے نام کا مطلب ہوا "باطل اور جھوٹے آدمی پر ہندی تلوار"

اس وقت حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما انتقال فرما چکے تھے اس لیے ان دونوں حضرات کی تصدیقات ان جوابات پر نہیں ہیں البتہ ان کے صاحبزادوں؛ مولانا محمد احمد فرزندِ حضرت نانوتوی اور مولانا محمد مسعود احمد گنگوہی فرزندِ حضرت گنگوہی کی تصدیقات موجود ہیں۔ دیگر جن اکابرین نے تصدیقات فرمائیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن.... م1339ھ

(2)حضرت مولانا میر احمد حسن صاحب امروہی.... م1330ھ

(3)حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی.... م1347ھ

(4)حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی.... م1362ھ

(5)حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری.... م1337ھ

(6) حضرت مولانا حکیم محمد حسن (برادر حضرت شیخ الہند) م1345ھ

(7)حضرت مولانا قدرت اللہ مراد آبادی

(8)حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی (برادر علامہ شبیر احمد عثمانی) م1348ھ

(9)حضرت مولانا محمد احمد (فرزندِ حضرت نانوتوی) م1347ھ

(10)حضرت مولانا غلام رسول مدرس دار العلوم دیوبند.... م1337ھ

(11)حضرت مولانا محمد سہول.... م1367ھ

(12) حضرت مولانا عبد الصمد

(13)حضرت مولانا حکیم محمد اسحاق نہوڑی دہلی

(14)حضرت مولانا ریاض الدین مدرسہ عالیہ میرٹھ

(15)حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی.... م1372ھ

(16)حضرت مولانا ضیاء الحق دہلی

(17)حضرت مولانا محمد قاسم دہلی

(18)حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی.... م1360ھ

(19)حضرت مولانا سراج احمد سردھنہ میرٹھ

(20)مولانا قاری محمد اسحاق مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

(21)مولانا حکیم محمد مصطفٰی بجنوری

(22)حضرت مولانا محمد مسعود احمد گنگوہی (فرزندِ حضرت گنگوہی)

(23)حضرت مولانا محمد یحییٰ سہارنپوری.... م1334ھ

(24)حضرت مولانا کفایت اللہ گنگوہی مدرس مظاہر العلوم سہارنپور

ہندوستان کے ان چوبیس اکابر علماء کے علاوہ المہند علی المفند کی تصدیق مکہ مکرمہ، مدینہ منوّرہ، مصر اور شام کے کئی مشہور علماء نے بھی فرمائی جن کے نام یہ ہیں:

مکہ مکرمہ کے علماء:

(1) حضرت مولانا شیخ محمد سعید بابصیل الشافعی.... م1330ھ

(2) شیخ احمد رشید الحنفی

(3) شیخ محب الدین المکی الحنفی

(4) شیخ محمد صدیق افغانی المکی

(5) شیخ محمد عابد مفتی المالکیہ.... م1340ھ

(6) شیخ محمد علی بن حسین المالکی.... م1367ھ

علماء مدینہ:

(1) شیخ مولانا مفتی سید احمد برزنجی شافعی

(2) شیخ رسوحی عمر

(3) شیخ ملا محمد خان البخاری الحنفی

(4) شیخ خلیل بن ابراہیم

(5) شیخ السید احمد الجزائری

(6) شیخ عمر بن حمدان المحرسی.... م1368ھ

(7) شیخ محمد العزیز الوزیر التونسی.... م1338ھ

(8) شیخ محمد مکی البرزنجی

(9) شیخ محمد السوسی الخیاری

(10) شیخ احمد بن المامون البلغیش.... م1348ھ

(11) شیخ محمد توفیق

(12) شیخ موسی کاظم بن محمد

(13) شیخ احمد محمد خیر الحاجی العباسی

(14) شیخ ابن نعمان محمد منصور

(15) شیخ معصوم احمد سید

(16) شیخ عبداللہ القادر بن محمد بن سودہ العرسی ولیہ

(17) شیخ محمد یٰسین

(18) شیخ ملا عبد الرحمٰن

(19) شیخ محمود عبد الجواد

(20) شیخ احمد بساطی

(21) شیخ محمد حسن سندی

(22) شیخ احمد ابن احمد اسعد

(23) شیخ عبداللہ

(24) شیخ محمد بن عمر الفلانی

(25) شیخ احمد ابن محمد خیر الشنقیطی المالکی المدنی

علماء مصر (الجامع الازہر):

(1) حضرت شیخ سلیم البشری

(2) شیخ محمد ابراہیم القایانی

(3) شیخ سلیمان العبد

علماء دمشق:

(1) شیخ سید محمد ابوالخیر ابن عابدین بن علامہ احمد بن عبد الغنی حسینی نقشبندی
(2) شیخ مصطفیٰ بن احمد الشطی الحنبلی
(3) شیخ محمود بن رشید العطار
(4) شیخ محمد البوشی الحموی
(5) شیخ محمد سعید الحموی
(6) شیخ علی بن محمد دلال الحموی
(7) شیخ محمد ادیب الحوارانی
(8) شیخ عبد القادر
(9) شیخ محمد سعید
(10) شیخ محمد سعید لطفی حنفی
(11) شیخ حضرت فارس بن محمد
(12) شیخ مصطفی الحداد

گویا یہ کتاب ان اکابرین کی تصدیقات کے بعد علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی متفقہ تحریر ہے۔ اب جو شخص خود کو علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی طرف منسوب کرتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اس کتاب میں موجود تمام نظریات وعقائد کو تسلیم کرے۔ بعض حضرات نے المہند علی المفند پر اعتراضات کیے ہیں۔ ان کے اعتراضات کے جوابات بھی "المہند علی المفند پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ" کے نام سے دیے جا چکے ہیں اور اس کتاب کے کئی ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

حسام الحرمین کے مستقل جوابات بھی ہمارے اکابر علماء دے چکے ہیں۔ مثلاً

[ا]: مولانا محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری (م 1371ھ)

[۲]: "الشہاب الثاقب" از مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (م1377ھ)

[۳]: "فیصلہ کن مناظرہ" از مولانا منظور احمد نعمانی (م1417ھ)

[۴]: "عباراتِ اکابر" از مولانا محمد سرفراز خان صفدر (م 1430ھ)

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں سالانہ دورہ تحقیق المسائل منعقدہ شعبان المعظم 1437ھ مطابق مئی 2016ء میں علماء و طلبہ ء کو اور ملائشیاء میں بمقام اسواجا سنٹر بانگی سلنگور 2015ء میں اور مظاہر العلوم شاہ عالم سلنگور 2016ء میں سبقاً یہ کتاب پڑھائی گئی تو ملک و بیرون ملک سے علماء کا یہ تقاضا ہوا کہ یہ کتاب علماء کرام سبقاً پڑھنا چاہتے ہیں ان تقاضا کرنے والے علماء کی خاطر " المہند علی المفند" کو از سر نو شائع کرنے کا ارادہ ہوا تو مناسب سمجھا کہ:

[۱]: اس کے شروع میں " المہند علی المفند" کا پس منظر لکھ دیا جائے۔

[۲]: عربی عبارت پر اعراب لگا دیے جائیں۔

[۳]: آسان عام فہم اردو ترجمہ کر دیا جائے۔

[۴]: متن میں ذکر کردہ آیات کا نمبر اور سورت کا نام اور احادیث کی تخریج کر دی جائے۔

[۵]: جن کتب کی عبارات پیش کی گئی ہیں ان کتب کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کر دی جائیں۔

[٦]: جن شخصیات کا ذکر کیا گیا ہے ان کے مختصر حالات بھی پیش کر دیے جائیں۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ المہند علی المفند میں اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند کے تمام عقائد و نظریات مذکور نہیں کیونکہ یہ کتاب ایک خاص پس منظر میں مرتب کی گئی تھی۔ ہمارے تفصیلی عقائد ہمارے اکابر و اسلاف علمائے اہل السنت والجماعت کی علم الکلام کے موضوع پر تحریر کی گئی دیگر کتب و رسائل میں ملاحظہ

فرمائے جاسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو قبول فرمائیں اور امت کی رہنمائی کا ذریعہ بنائیں۔ میری، میرے والدین، میرے اساتذہ اور میرے تمام متعلقین کی نجات کا ذریعہ بنائیں اور ہم سب کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

محتاج دعا

محمد الیاس گھمن

مظاہر العلوم، شاہ عالم، سلنگور، ملائیشیاء

24 ربیع الاول 1438ھ مطابق 23 دسمبر 2016ء

پہلا اور دوسرا سوال

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

أَیُّهَا الۡعُلَمَاءُ الۡکِرَامُ وَ الۡجَهَابِذَۃُ الۡعِظَامُ! قَدۡ نَسَبَ إِلٰی سَاحَتِکُمُ الۡکَرِیۡمَۃِ أُنَاسٌ عَقَائِدَ الۡوَهَابِیَّۃِ وَ أَتَوۡا بِأَوۡرَاقٍ وَّ رَسَائِلَ لَا نَعۡرِفُ مَعَانِیَهَا لِاخۡتِلَافِ اللِّسَانِ نَرۡجُوۡ أَنۡ تُخۡبِرُوۡنَا بِحَقِیۡقَۃِ الۡحَالِ وَ مُرَادَاتِ الۡمَقَالِ وَ نَحۡنُ نَسۡأَلُکُمۡ عَنۡ أُمُوۡرٍ اشۡتُهِرَ فِیۡهَا خِلَافُ الۡوَهَابِیَّۃِ عَنۡ أَهۡلِ السُّنَّۃِ وَ الۡجَمَاعَۃِ.

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

اے علماء کرام اور سرداران عظام! چند لوگوں نے آپ کی طرف وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور کچھ اوراق اور رسالے ایسے لائے جن کا مطلب ہم غیر زبان ہونے کی وجہ سے نہ سمجھ سکے۔ اس لیے ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہمیں صحیح صورت حال اور عبارات کے صحیح مفہوم سے آگاہ کریں گے۔ ہم آپ سے ایسی چند چیزیں پوچھتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل السنۃ والجماعۃ سے اختلاف مشہور ہے۔

اَلسُّؤَالُ الۡاَوَّلُ وَ الثَّانِیۡ:

مَا قَوۡلُکُمۡ فِیۡ شَدِّ الرِّحَالِ إِلٰی زِیَارَۃِ سَیِّدِ الۡکَائِنَاتِ عَلَیۡهِ أَفۡضَلُ الصَّلَوَاتِ وَ التَّحِیَّاتِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ صَحۡبِهٖ أَیُّ الۡأَمۡرَیۡنِ أَحَبُّ إِلَیۡکُمۡ وَ أَفۡضَلُ لَدٰی اَکَابِرِکُمۡ لِلزَّائِرِ هَلۡ یَنۡوِیۡ وَقۡتَ الۡاِرۡتِحَالِ لِلزِّیَارَۃِ زِیَارَتَهٗ عَلَیۡهِ السَّلَامُ أَوۡ یَنۡوِیۡ الۡمَسۡجِدَ أَیۡضًا وَقَدۡ قَالَ الۡوَهَابِیَّۃُ: إِنَّ الۡمُسَافِرَ إِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ لَا یَنۡوِیۡ إِلَّا الۡمَسۡجِدَ النَّبَوِیَّ.

پہلا اور دوسرا سوال:

سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

آپ اور آپ کے اکابرین کے نزدیک زیارت کرنے والے کے لیے ان دو باتوں میں سے کون سی بات زیادہ پسندیدہ اور باعثِ فضیلت ہے کہ زیارت کرنے والا سفر کرتے وقت صرف آپ علیہ السلام کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی زیارت کی نیت بھی کرے؟ حالانکہ وہابیہ تو یہ کہتے ہیں کہ شہر مدینہ کی طرف سفر کرنے والا شخص صرف مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمِنۡہُ نَسۡتَمِدُّ الۡعَوۡنَ وَ التَّوۡفِیۡقَ وَبِیَدِہٖ أَزِمَّۃُ التَّحۡقِیۡقِ.

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا.

لِیُعۡلَمَ أَوَّلًا قَبۡلَ أَنۡ نَشۡرَعَ فِي الۡجَوَابِ اَنَّا- بِحَمۡدِ اللّٰہِ- وَ مَشَایِخَنَا رِضۡوَانُ اللّٰہِ عَلَیۡهِمۡ أَجۡمَعِیۡنَ وَ جَمِیۡعَ طَائِفَتِنَا وَ جَمَاعَتِنَا مُقَلِّدُوۡنَ لِقُدۡوَۃِ الۡأَنَامِ وَ ذِرۡوَۃِ الۡإِسۡلَامِ الۡإِمَامِ الۡهُمَامِ الۡإِمَامِ الۡأَعۡظَمِ أَبِيۡ حَنِیۡفَۃَ النُّعۡمَانِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہُ فِي الۡفُرُوۡعِ وَ مُتَّبِعُوۡنَ لِلۡإِمَامِ الۡهُمَامِ أَبِي الۡحَسَنِ الۡأَشۡعَرِيِّ[1] وَ الۡإِمَامِ

---

[1] پورا نام امام ابو الحسن علی بن اسماعیل الاشعری الحنبلی ہے۔ 260 ہجری میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد کا انتقال ہو گیا۔ بعد میں ان کی والدہ کا نکاح مشہور معتزلی ابو علی جُبّائی م303ھ سے ہو گیا۔ آپ نے فن مناظرہ اور علم الکلام ابو علی جُبّائی کی تربیت میں رہ کر حاصل کیا لیکن نہایت سلیم الطبع اور سلیم الفطرت ہونے کی وجہ سے معتزلہ کی رکیک اور بعید از عقل تاویلات کی وجہ سے مسلک اہل السنت والجماعت کو قبول کیا اور تاحیات عقائد اہل السنت والجماعت کے اثبات اور معتزلہ کی تردید میں دلائل دیتے رہے۔ فروع میں امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ م241ھ

الهمامِ ابِیْ منصُوْرِ نِ الْماترِیْدِیِ[2] رضِیَ اللہ تعالیٰ عنْهما فِی الْاِعْتِقادِ و الْاصُوْلِ[3] و منْتسِبوْن مِنْ طرُقِ الصوْفِیّۃِ إِلی الطرِیْقۃِ الْعلِیَۃِ الْمنْسُوْبۃِ إِلی السّادۃِ النقْشبنْدِیۃِ والطرِیْقۃِ الزکِیّۃِ الْمنْسُوْبۃِ إِلی السّادۃِ الْجِشْتِیّۃِ و الطرِیْقۃِ الْبَہِیّۃِ الْمنْسُوْبۃِ إِلی السّادۃِ الْقادِرِیۃِ و الطرِیْقۃِ الْمرْضِیّۃِ الْمنْسُوْبۃِ إِلی الْسُهرْورْدِیۃِ رضِیَ اللہ تعالیٰ عنْهمْ أجْمعِیْنَ

جواب:

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

کے مقلد تھے۔ تین سو (300) کے قریب کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ رحمہ اللہ نے 324 ہجری میں انتقال فرمایا۔

[2] پورا نام امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی الحنفی ہے۔ آپ ماوراء النہر سمرقند کے ایک گاؤں "ماترید" میں پیدا ہوئے۔ معتزلہ کا شدت کے ساتھ رد کرنے کی وجہ سے ابو الحسن اشعری کے بعض وہ افکار جن کا دفاع کرنا ادلہ شرعیہ کی روشنی میں مشکل تھا، کی اصلاح فرمائی اور معتزلہ کی تردید اور اہل السنۃ والجماعۃ کے افکار کی تائید میں راہِ اعتدال اختیار فرمائی۔ فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد تھے۔ "تاویلات اہل السنۃ والجماعۃ" کے نام سے قرآن پاک کی ایک تفسیر بھی تحریر فرمائی۔ اس کے علاوہ بھی متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ رحمہ اللہ؛ محدثِ زمانہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے 333 ہجری میں وفات پائی۔

[3] ہم اصول و فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کے مقلد ہیں۔ امام ابو الحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی کی طرف نسبت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دور میں فرقہ معزلہ وغیرہ نے عقائد کی ایسی تعبیرات و تشریحات کی تھیں جو اہل السنت والجماعت کے اعتقادات کے خلاف تھیں تو ان دو حضرات نے معتزلہ وغیرہ کا رد کر کے اہل السنت والجماعت کے عقائد کی صحیح ترجمانی کی۔ اس لیے ہم ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اشعری اور ماتریدی نسبت معتزلہ کے مقابلہ میں ہے نہ کہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے مقابلے میں۔

ہم اسی سے مدد اور توفیق کے طلبگار ہیں اور تحقیق کی باگ ڈور اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

حمد اور صلوٰۃ وسلام کے بعد عرض ہے کہ

ہمارے جواب شروع کرنے سے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ بحمد اللہ ہم، ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت فروعات میں پیشوائے امت، اسلام کی شان، امام عالی ہمت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں، اصول و اعتقادیات میں امام ابوالحسن الاشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے پیروکار ہیں اور طرق ہائے صوفیہ میں ہماری نسبت (سلاسلِ اربعہ یعنی) سلسلہ عالیہ حضرات نقشبندیہ، طریقہ زکیہ مشائخ چشت، سلسلہ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقہ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہے۔

ثم ثانِیًا اِنا لا نتکلم بِکلامٍ ولا نقوْل قوْلا فِی الدِیْنِ اِلا و علیْہِ عِنْدنا دلِیْلٌ مِنَ الْکِتابِ اوِ السّنۃِ اوْ اِجْمَاعِ الْامۃِ اوْ قوْلٍ مِنْ ائمۃِ الْمذْھبِ و مع ذٰلِك لا ندعِیْ انا مبرّؤوْن مِنَ الْخطأِ و النِسْیانِ فِی ضِلۃِ الْقلمِ و زِلۃِ اللِسَانِ، فاِنْ ظھرَ لنا انا اخْطأْنا فِیْ قوْلٍ، سوَاءٌ کان مِنَ الْاصُوْلِ اوِ الْفرُوْعِ، فما یمْنعنا الْحیَاءُ انْ نرْجِع عنْہ و نعْلِنَ بِالرّجوْعِ کیْف لا و قدْ رجع ائمتنا رِضْوَان اللہِ علیْھِمْ فِی کثِیْرٍ مِنْ اقْوَالِھِمْ حتّٰی ان اِمام حَرَمِ اللہِ تعالٰی الْمحْترمِ اِمامنا الشافِعِیَّ رضِیَ اللہ عنْہ لمْ یبْق مسْئلۃٌ اِلا ولہ فِیْھا قوْلٌ جدِیْدٌ والصحابۃ رضِیَ اللہ عنْھمْ رجعوْا فِیْ مسَائِل اِلٰی اقْوَالِ بعْضِھِمْ کما لا یخْفٰی علٰی متبِعِ الْحدِیْثِ فلوِ ادعٰی احدٌ مِنَ الْعلماءِ انا غلطْنا فِیْ حکْمٍ، فاِنْ کان مِنَ الْاِعْتِقادِیّاتِ فعلیْہِ انْ یثْبِت دعْوَاہ بِنصٍ مِنْ ائمۃِ الْکلامِ و اِنْ کان مِنَ الْفرْعِیّاتِ فیلْزم انْ یبْنِی بنْیَانہ علی الْقوْلِ الرّاجِحِ مِنْ ائمۃِ الْمذْھبِ فاِذا

فعل ذٰلِك فلا يكوْن مِنا- إِنْ شاءَ الله تعالىٰ- إِلا الْحُسنى الْقبوْل بِالْقلْبِ و اللِسَانِ و زِيَادة الشكْرِ بِالْجِنانِ و الْاَرْكانِ۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم دین کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں کہتے جس پر ہمارے پاس قرآن مجید، سنت مطہرہ، اجماع امت یا ائمہ مذہب میں سے کسی امام کا قول بطورِ دلیل نہ ہو لیکن اس کے باوجود ہم قلم کی غلطی اور زبان کی لغزش میں خطاو نسیان سے براءت کا دعویٰ نہیں کرتے۔ اگر ہمیں اس بات کا علم ہو جائے کہ اصول یا فروع کے کسی قول میں ہم سے غلطی ہوئی ہے تو اپنی اس غلطی سے رجوع کرنے میں ہم جھجک سے کام نہیں لیتے بلکہ ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں اور ہم اپنی غلطی سے رجوع کیوں نہ کریں جبکہ ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم سے بھی اپنے بہت سارے اقوال میں رجوع ثابت ہے حتیٰ کہ امام حرم محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں بچتا؟ جس میں آپ کا قول جدید نہ ہو۔ نیز حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی کئی مسائل میں دوسروں کے اقوال کی طرف رجوع فرمایا جیسا کہ یہ بات حدیث کے تلاش کرنے والے پر مخفی نہیں۔ اس لیے اگر کوئی عالم ہمارے متعلق اس بات کا دعویٰ کرے کہ ہم نے کسی ایسے حکم شرعی میں غلطی کی ہے جس کا تعلق اعتقاد سے ہے تو اس عالم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ائمہ کلام کی تصریح سے اپنا دعویٰ ثابت کرے، اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ائمہ مذہب رحمہم اللہ تعالیٰ کے راجح قول سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو ان شاء اللہ ہماری طرف سے یہ خوبی ظاہر ہو گی کہ ہم دل و زبان سے قبول کریں گے اور قلب وجان سے اس کا شکریہ بھی ادا کریں گے۔

و ثالِثا ان فِيْ اصْلِ اصْطِلاحِ بِلادِ الْهِنْدِ كان إِطْلاق "الْوَهابِيّ" علىٰ منْ ترك تقْلِيْد الْاَئِمةِ رضِيَ الله عنْهمْ ثم اتسع فِيْهِ و غلبَ اسْتِعْماله علىٰ

مَنْ عَمِلَ بِالسُّنَّةِ السَّنِيَّةِ وَ تَرَكَ الْأُمُوْرَ الْمُسْتَحْدَثَةَ الشَّنِيْعَةَ وَ الرُّسُوْمَ الْقَبِيْحَةَ حَتّٰى شَاعَ فِيْ بَمْبَئِيْ وَ نَوَاحِيْهَا أَنَّ مَنْ مَّنَعَ عَنْ سَجْدَةِ قُبُوْرِ الْأَوْلِيَاءِ وَ طَوَافِهَا فَهُوَ وَهَابِيٌّ بَلْ وَ مَنْ أَظْهَرَ حُرْمَةَ الرِّبَا فَهُوَ وَهَابِيٌّ وَ إِنْ كَانَ مِنْ أَكَابِرِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَ عُظَمَاءِهِمْ ثُمَّ اتُّسِعَ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ سَبًّا، فَعَلٰى هٰذَا لَوْ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْهِنْدِ لِرَجُلٍ أَنَّهُ وَهَابِيٌّ فَهُوَ لَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ فَاسِدُ الْعَقِيْدَةِ بَلْ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ سُنِّيٌّ حَنَفِيٌّ عَامِلٌ بِالسُّنَّةِ مُجْتَنِبٌ عَنِ الْبِدْعَةِ خَائِفٌ مِّنَ اللهِ تَعَالٰى فِيْ ارْتِكَابِ الْمَعْصِيَّةِ.

تیسری بات یہ ہے کہ ہندوستان میں لفظ ”وہابی“ اس شخص کے لیے بولا جاتا تھا جو ائمہ کی تقلید چھوڑ بیٹھے۔ پھر اس لفظ میں اتنی وسعت ہوئی کہ جو لوگ سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل کریں، بدعات سیئہ اور غلط رسوم و رواج کو چھوڑ دیں ان کے لیے یہ لفظ بولا جانے لگا یہاں تک کہ ممبئی شہر اور اس کے گرد و نواح میں یہ بات مشہور ہوئی کہ جو شخص بھی اولیاء کرام کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ وہابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت کا فتویٰ دے وہ بھی وہابی ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور بلند مرتبہ مسلمان کیوں نہ ہو۔ پھر اس میں مزید وسعت پیدا ہوئی یہاں تک کہ یہ لفظ ایک گالی بن کر رہ گیا۔ لہذا اگر کوئی ہندوستانی شخص کسی کو وھابی کہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ خراب ہے بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ سنی حنفی ہے، سنت پر عمل کرنے والا، بدعت سے بچنے والا اور گناہ کے ارتکاب میں اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

وَلَمَّا كَانَ مَشَايِخُنَا رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ يَسْعَوْنَ فِيْ إِحْيَاءِ السُّنَّةِ وَ يُشَمِّرُوْنَ فِيْ إِخْمَادِ نِيْرَانِ الْبِدْعَةِ غَضَبَ جُنْدُ إِبْلِيْسَ عَلَيْهِمْ وَ حَرَّفُوْا كَلَامَهُمْ وَ بَهَتُوْهُمْ وَ افْتَرَوْا عَلَيْهِمُ الْاِفْتِرَاءَاتِ وَ رَمَوْهُمْ بِالْوَهَابِيَّةِ وَ حَاشَاهُمْ عَنْ

ذٰلِك بلْ و تِلْك سنة اللهِ التِیْ سنها فِیْ خوَاصِ اوْلِیَائِہٖ کما قال الله تعالٰی فِیْ کِتابِہٖ: ﴿و کذٰلِك جعلْنا لِکلِ نبِیٍّ عدوا شیٰطِیْنَ الْإِنْسِ و الْجِنِّ یوْحِیْ بعْضهمْ إِلٰی بعْضٍ زخْرُف الْقوْلِ غرُوْرا و لوْ شاءَ ربك ما فعلوْه فذرْهمْ و ما یفْترُوْن﴾[4]

چونکہ ہمارے مشائخ رضی اللہ عنہم احیاءِ سنت میں کوشاں رہتے اور بدعت کی آگ بجھانے کے لیے ہر وقت تیار ہوتے تھے اس لیے شیطانی لشکر کو ان پر غصہ آیا اور انہوں نے ان مشائخ کے کلام میں تحریف کر ڈالی، ان پر بہتان باندھے، ان کے خلاف من گھڑت باتیں بنائیں اور ان کو "وہابی" کہہ کر تہمت لگائی حالانکہ اللہ کی قسم وہ ایسے نہ تھے بلکہ بات یہ ہے کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک طریقہ چلا آرہا ہے جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہا ہے (کہ لوگ ان سے عداوت کرتے ہیں) اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: "اور (جس طرح یہ لوگ نبی سے دشمنی کر رہے ہیں) اسی طرح ہم نے ہر (پچھلے) نبی کے لیے کوئی نہ کوئی دشمن پیدا کیا تھا یعنی انسانوں اور جنّات میں سے شیطان قسم کے لوگ جو دھوکہ دینے کی خاطر ایک دوسرے کو بڑی چکنی چپڑی باتیں سکھاتے رہتے تھے اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کر سکتے۔ لہٰذا اِن کو اپنی افتراء پردازیوں میں پڑا رہنے دو۔"

فلما کان ذٰلِك فِی الْانْبِیَاءِ صَلوَات اللهِ علیْہِمْ و سلامه وجبَ انْ یکوْن فِیْ خلفاءِہِمْ و منْ یقوْم مقامهمْ کما قال رسوْل اللهِ صَلی الله علیْہِ و سلم: "نحْنُ معاشِر الْانْبِیَاءِ اشد الناسِ بلاءً ثم الْامْثل فالْامْثل[5]

جب انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ایسا معاملہ ہوتا رہا تو لازم بات ہے کہ

---

[4] سورۃ الانعام: 112

[5] احیاء العلوم للعراقی: ج2 ص1586، مسند احمد: ج2 ص228 رقم الحدیث 1481

ان کے جانشینوں اور نائبین کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے: ”ہم انبیاء (علیہم السلام) کی جماعت پر سب سے زیادہ تکالیف آتی ہیں، پھر ان پر جو ان کے قریب ہیں، پھر ان پر جو ان کے قریب ہیں۔“

لِيَتوَفرَ حظهمُ و يكُمل لهمُ اجرُهمُ فالذِيُن ابُتدعوا الُبِدُعاتِ و مالوُا إِلى الشهوَاتِ و اتخذوُا إِلٰههمُ الُهوٰى و أَلُقوُا أَنُفسَهمُ فِىُ هاوِيةِ الرّدِىٰ يفُتروُن عليُنا الُاكاذِيُبَ و الُاباطِيُل و ينُسِبوُن إِليُنا الُاضالِيُل فإِذا نسِبَ إِليُنا فِىُ حضرَتِكمُ قوُلٌ يخالِف الُمذُهبَ فلا تلُتفِتوُا إِليُهِ و لا تظنوُا بِنا إِلا خيُرًا و إِنِ اخُتلِج فِىُ صُدوُرِكمُ فاكُتبوُا إِليُنا فإِنا نخُبِرُكمُ بِحقِيُقةِ الُحالِ و الُحقِ مِنَ الُمقالِ فإِنكمُ عِنُدنا قطبُ دائِرَةِ الُإِسُلامِ.

(یہ تکالیف اس لیے آتی ہیں) تاکہ (دین کے لیے قربانی کے سلسلہ میں) ان کا حصہ زیادہ ہو اور ان کو پورا اجر ملے۔ پس اہلِ بدعت جو ہر وقت بدعات کو ایجاد کرنے میں مصروف اور شہوات کی طرف مائل ہیں، جنہوں نے خواہشات نفس کو اپنا معبود بنایا ہوا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے انہوں نے ہم پر جھوٹے بہتان باندھے ہیں اور ہمیں گمراہ کہا ہے۔ اس لیے اگر ہماری طرف کوئی ایسی بات منسوب کی جائے جو مذہب کے مخالف ہو تو آپ اس پر اعتماد نہ کریں اور ہمارے بارے میں حسنِ ظن سے کام لیں؟ اور اگر (ہمارے حوالے سے) آپ کے دل میں کوئی خلجان پیدا ہو تو آپ ہمیں لکھ بھیجا کریں ہم ضرور آپ کو حقیقتِ حال سے مطلع کریں گے اور صحیح بات بتائیں گے، اس لیے کہ آپ حضرات تو ہمارے ہاں دائرہ اسلام کے مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

توُضِيُح الُجوَابِ:

عِنُدنا و عِنُد مشايِخِنا زِيَارة قبُرِ سيِدِ الُمرُسلِيُنَ (روُحِىُ فِداهُ) مِنُ

أَعْظَمِ الْقُرُبَاتِ وَأَهَمِّ الْمَثُوبَاتِ وَأَنْجَحَ لِنَيْلِ الدَّرَجَاتِ بَلْ قَرِيْبَةٌ مِّنَ الْوَاجِبَاتِ وَ إِنْ كَانَ حُصُوْلُهُ بِشَدِّ الرِّحَالِ وَ بَذْلِ الْمُهَجِ وَ الْأَمْوَالِ، وَ يَنْوِيْ وَقْتَ الْاِرْتِحَالِ زِيَارَتَهٗ عَلَيْهِ اَلْفُ اَلْفِ تَحِيَّةٍ وَّ سَلَامٍ وَّ يَنْوِيْ مَعَهَا زِيَارَةَ مَسْجِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ غَيْرِهٖ مِنَ الْبِقَاعِ وَ الْمُشَاهَدَاتِ الشَّرِيْفَةِ، بَلِ الْأَوْلٰى مَا قَالَ الْعَلَّامَةُ الْهُمَامُ ابْنُ الْهُمَامِ[6]

جواب کی وضاحت:

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت سید المرسلین (میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو) کی قبر مبارک کی زیارت اعلیٰ درجہ کی قربت، نہایت ثواب اور بلند درجات کے حصول کا سبب بلکہ واجب کے قریب ہے گو یہ زیارت سفر کرنے اور جان و مال خرچ کرنے سے ہی نصیب ہو۔ نیز آدمی سفر کے وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر متبرک مقامات اور زیارت گاہوں کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر صورت تو وہ ہے جو علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے بیان فرمائی ہے:

أَنْ يُجَرِّدَ النِّيَّةَ لِزِيَارَةِ قَبْرِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ ثُمَّ يَحْصُلُ لَهٗ إِذَا

---

[6] پورا نام کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سکندری الحنفی المعروف ابن الہام ہے۔ آپ 788ھ میں سکندریہ میں پیدا ہوئے۔ محقق، مدقق، اصولی، محدث، مفسر، فقیہ اور منطقی تھے۔ اصول میں آپ کی کتاب التحریر اور عقائد میں المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ کے نام سے کتاب لکھی جس کی شرح آپ کے شاگرد علامہ محمد بن محمد ابن شریف المقدسی الشافعی م 905ھ نے المسامرۃ کے نام سے تحریر کی ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کی بے نظیر شرح فتح القدیر کے نام سے تحریر فرمائی جس میں تعصب سے اجتناب کرتے ہوئے فقہ حنفی کو دلائل منصفانہ سے ثابت کیا ہے۔ سن 861ھ میں قاہرہ میں وفات پائی۔

قَدِمَ زِيَارَةَ الْمَسْجِدِ لِأَنَّ فِيْ ذٰلِكَ زِيَادَةَ تَعْظِيْمِهٖ وَ إِجْلَالِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، وَ يُوَافِقُهٗ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَآءَنِيْ زَائِرًا لَّا تَحْمِلُهٗ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِيْ كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ شَفِيْعًا لَّهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ 6[7] وَ كَذَا نُقِلَ عَنِ الْعَارِفِ السَّامِيِّ الْمُلَّا جَامِي 8 أَنَّهٗ أَفْرَدَ الزِّيَارَةَ عَنِ الْحَجِّ وَ هُوَ أَقْرَبُ إِلٰى مَذْهَبِ الْمُحِبِّيْنَ۔

کہ مدینہ منورہ جانے والا شخص خالص قبر رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی نیت کرے، پھر جب وہاں حاضری ہو گی تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی اس لیے کہ اس صورت میں آپ علیہ السلام کی تعظیم و تکریم زیادہ ہے۔ اس بات کی تائید خود جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک سے ہو رہی ہے کہ:

”ایسا شخص جو میری زیارت کی نیت سے آیا ہو اس کے علاوہ اس کی اور کوئی حاجت نہ ہو تو قیامت کے دن اس کی شفاعت کرنا میرے ذمہ ہے۔“

ایسی ہی بات عارف عالی مقام ملا جامی رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے حج کے سفر میں زیارت (روضہ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی مستقل نیت کی۔ اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ قریب ہے (کہ براہ راست قبر

---

[7] فتح القدیر شرح الهدایۃ: ج3 ص168 کتاب الحج. مسائل منثورۃ

[8] عبد الرحمٰن بن احمد بن محمد المعروف نور الدین جامی۔ شہر ”جام“ میں 817 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب امام محمد سے ملتا ہے۔ آپ نے تھوڑی سی مدت میں بہت تصانیف کیں جن میں سے بعض یہ ہیں: نفحات الانس، الفوائد الضیائیۃ علی متن الکافیۃ المعروف شرح ملا جامی، شواہد النبوۃ، شرح فصوص الحکم، شرح ابیات خسرو دہلوی، مناقب مولانا روم، رسالہ در باب مناسک حج۔ 898 ہجری میں انتقال فرمایا۔

مبارک کی نیت کی جائے۔)

وَ أَمَّا مَا قَالَتِ الْوَهَابِيَّةُ مِنْ أَنَّ الْمُسَافِرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ عَلٰى سَاكِنِهَا اَلْفُ اَلْفِ تَحِيَّةٍ لَّا يَنْوِي إِلَّا الْمَسْجِدَ الشَّرِيْفَ اسْتِدْلَالًا بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ:

" لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ"[9] فَمَرْدُوْدٌ لِأَنَّ الْحَدِيْثَ لَا يَدُلُّ عَلَى الْمَنْعِ أَصْلًا بَلْ لَوْ تَأَمَّلَ ذُوْ فَهْمٍ ثَاقِبٍ لَعَلِمَ أَنَّهُ بِدَلَالَةِ النَّصِّ يَدُلُّ عَلَى الْجَوَازِ، فَإِنَّ الْعِلَّةَ الَّتِيْ اسْتُثْنِيَ بِهَا الْمَسَاجِدُ الثَّلَاثَةُ مِنْ عُمُوْمِ الْمَسَاجِدِ أَوِ الْبِقَاعِ هُوَ فَضْلُهَا الْمُخْتَصُّ بِهَا وَ هُوَ مَعَ الزِّيَادَةِ مَوْجُوْدٌ فِي الْبُقْعَةِ الشَّرِيْفَةِ،

اب رہا وہابی لوگوں کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی طرف سفر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کے سفر کی نیت کرنی چاہیے اور اس موقف پر بطور دلیل یہ حدیث پیش کرنا کہ ”تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ کے لیے سفر نہ کیا جائے“ تو ان کا یہ موقف انتہائی غلط ہے۔ اس لیے کہ اس حدیث سے کسی طرح بھی ممانعت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اگر سمجھ دار آدمی غور کرے تو اسی حدیث سے بدلالۃ النص یہی بات (روضہ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا) ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان تین مساجد کو دیگر مساجد و مقامات سے مستثنیٰ کرنے کی وجہ ان تین مساجد کی مخصوص فضیلت ہی تو ہے اور یہی فضیلت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اولیٰ موجود ہے۔

فَإِنَّ الْبُقْعَةَ الشَّرِيْفَةَ وَ الرُّحْبَةَ الْمُنِيْفَةَ الَّتِيْ ضَمَّ أَعْضَائَهُ صَلَّى اللهُ

---

[9] صحیح البخاری: ج1 ص158 ابواب التطوع. باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، صحیح مسلم: ج1 ص447 کتاب الحج. باب فضل المساجد الثلاثۃ

عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ أَفۡضَلُ مُطۡلَقًا حَتّٰى مِنَ الۡكَعۡبَةِ وَ مِنَ الۡعَرۡشِ وَ الۡكُرۡسِيِّ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ فُقَهَائُنَا رَضِيَ اللهُ عَنۡهُمۡ، وَ لَمَّا اسۡتُثۡنِيَ الۡمَسَاجِدُ لِذٰلِكَ الۡفَضۡلِ الۡخَاصِّ فَأَوۡلٰى ثُمَّ أَوۡلٰى أَنۡ يُّسۡتَثۡنَى الۡبُقۡعَةُ الۡمُبَارَكَةُ لِذٰلِكَ الۡفَضۡلِ الۡعَامِّ وَ قَدۡ صَرَّحَ بِالۡمَسۡأَلَةِ كَمَا ذَكَرۡنَا بَلۡ بِأَبۡسَطَ مِنۡهَا شَيۡخُنَا الۡعَلَّامَةُ شَمۡسُ الۡعُلَمَاءِ الۡعَامِلِيۡنَ مَوۡلَانَا رَشِيۡدُ أَحۡمَدُ الۡكَنۡكُوۡهِيُّ قَدَّسَ اللهُ سِرَّهُ الۡعَزِيۡزَ فِيۡ رِسَالَتِهٖ "زُبۡدَةُ الۡمَنَاسِكِ" فِيۡ فَصۡلِ زِيَارَةِ الۡمَدِيۡنَةِ الۡمُنَوَّرَةِ وَ قَدۡ طُبِعَتۡ مِرَارًا۔

وَ أَيۡضًا فِيۡ هٰذَا الۡمَبۡحَثِ الشَّرِيۡفِ رِسَالَةٌ لِشَيۡخِ مَشَايِخِنَا مَوۡلَانَا الۡمُفۡتِيۡ صَدۡرِ الدِّيۡنِ الدِّهۡلَوِيِّ قَدَّسَ اللهُ سِرَّهُ الۡعَزِيۡزَ أَقَامَ فِيۡهَا الطَّامَّةَ الۡكُبۡرٰى عَلَى الۡوَهَابِيَّةِ وَ مَنۡ وَّافَقَهُمۡ وَ أَتٰى بِبَرَاهِيۡنَ قَاطِعَةٍ وَ حُجَجٍ سَاطِعَةٍ سَمَّاهَا "أَحۡسَنَ الۡمَقَالِ فِيۡ شَرۡحِ حَدِيۡثِ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ" طُبِعَتۡ وَ اشۡتُهِرَتۡ فَلۡيُرَاجِعۡ إِلَيۡهَا وَ اللهُ تَعَالٰى أَعۡلَمُ.

اس لیے کہ زمین کا وہ متبرک و معظم حصہ جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضاء مبارکہ کے ساتھ لگا ہوا ہے علی الاطلاق کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے جیسا کہ ہمارے فقہاء کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے۔ تو جب یہ تین مساجد اس خاص فضیلت کی وجہ سے مستثنیٰ ہو گئیں تو روضہ مبارک بدرجہ اولیٰ اس عام فضیلت کی وجہ سے مستثنیٰ ہو گا۔ جو مسئلہ ہم نے بیان کیا ہے اس سے بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کی وضاحت ہمارے شیخ شمس العلماء العاملین مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ نے اپنے رسالہ ”زبدۃ المناسک“ کی فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے۔ یہ رسالہ کئی بار طبع ہو چکا ہے۔

نیز اس مسئلہ پر ہمارے شیخ المشائخ مولانا مفتی صدر الدین دہلوی قدس اللہ سرہ کا ایک رسالہ بھی ہے جس میں مولانا نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت برپا

کر دی ہے۔ موصوف نے اس رسالہ میں عمدہ وبیخ کن دلائل وبراہین ذکر فرمائے ہیں اور اس رسالہ کا نام ”أَحْسَنُ الْمَقَالِ فِيْ شَرْحِ حَدِيْثِ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ“ رکھا ہے۔ یہ رسالہ چھپ کر دادِ شہرت پا چکا ہے، اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ مزید اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

تیسرا اور چوتھا سوال

انبیاء علیہم السلام اور نیک ہستیوں کا وسیلہ

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ وَ الرَّابِعُ:

هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ يَّتَوَسَّلَ فِيْ دَعْوَاتِهٖ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَعْدَ الْوَفَاةِ أَمْ لَا؟

أَ يَجُوْزُ التَّوَسُّلُ عِنْدَكُمْ بِالسَّلَفِ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ أَوْلِيَاءِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ أَمْ لَا؟

تیسرا اور چوتھا سوال:

کیا وفات کے بعد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

کیا آپ کے نزدیک گزشتہ نیک صالح ہستیوں یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور اولیاء اللہ کا وسیلہ بھی جائز ہے یا نہیں؟

اَلْجَوَابُ:

عِنْدَنَا وَعِنْدَ مَشَايِخِنَا يَجُوْزُ التَوَسُّلُ فِي الدَّعْوَاتِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ فِيْ حَيَاتِهِمْ وَ بَعْدَ وَفَاتِهِمْ بِأَنْ يَقُوْلَ فِيْ دُعَائِهٖ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِفُلَانٍ أَنْ تُجِيْبَ دَعْوَتِيْ وَ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ " إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ. كَمَا صَرَّحَ بِهٖ شَيْخُنَا وَ مَوْلَانَا الشَّاهُ مُحَمَّدُ إِسْحَاقَ الدِّهْلَوِيُّ ثُمَّ الْمُهَاجِرُ الْمَكِّيُّ، ثُمَّ بَيَّنَهٗ فِيْ فَتَاوَاهُ شَيْخُنَا وَ مَوْلَانَا رَشِيْدُ أَحْمَدَ الْكَنْكُوْهِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا وَ هِيَ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ شَائِعَةٌ مُسْتَفِيْضَةٌ بِأَيْدِي النَّاسِ وَ هٰذِهِ الْمَسْأَلَةُ مَذْكُوْرَةٌ عَلٰى صَفْحَةِ 93 مِنَ الْمُجَلَّدِ الْأَوَّلِ مِنْهَا فَلْيُرَاجِعْ إِلَيْهَا مَنْ شَآءَ.

جواب:

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں حضرات انبیاء کرام علیہم

السلام، صلحاء، اولیاء، شہداء اور صدیقین رحمھم اللہ کا توسل ان کی حیات میں اور وفات کے بعد دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ مثلاً دعا کرنے والا یوں کہے: ”اے اللہ! فلاں بزرگ کے وسیلے سے میری دعا کو قبول فرما اور میری حاجت وضرورت کو پورا فرما!“ دعا کرنے والا اس جیسے اور کلمات بھی کہہ سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی صراحت ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی ثم المہاجر المکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔ پھر اسی مسئلہ کو ہمارے شیخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں بیان فرمایا ہے جو کہ چھپا ہوا ہے اور عوام کے ہاں معروف ہے۔ یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ 93 پر موجود ہے۔ جو اس کا مطالعہ کرنا چاہے تو اسے دیکھ لے۔

پانچواں سوال

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلسُّؤَالُ الْخَامِسُ:

مَا قَوْلُكُمْ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ فِيْ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ؟ ذٰلِكَ أَمْرٌ مَّخْصُوْصٌ بِهٖ أَمْ مِثْلُ سَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ- رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ - حَيَاتُهٗ بَرْزَخِيَّةٌ؟

پانچواں سوال:

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں حیات طیبہ کے بارے میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی خاص حیات حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

اَلْجَوَابُ:

عِنْدَنَا وَ عِنْدَ مَشَايِخِنَا حَضْرَةُ الرِّسَالَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ، وَ حَيَاتُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ دُنْيَوِيَّةٌ مِّنْ غَيْرِ تَكْلِيْفٍ وَّ هِيَ مُخْتَصَّةٌ بِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ بِجَمِيْعِ الْأَنْبِيَآءِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ وَ الشُّهَدَاءِ لَا بَرْزَخِيَّةٌ كَمَا هِيَ حَاصِلَةٌ لِّسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَلْ لِجَمِيْعِ النَّاسِ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ الْعَلَّامَةُ السُّيُوْطِيُّ[10] فِيْ رِسَالَتِهٖ "أَنْبَاءِ الْأَذْكِيَاءِ بِحَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ"

---

[10] آپ کا نام عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی ہے اور جلال الدین لقب، "سیوطی" مصر کے ایک شہر "اسیوط" کی طرف منسوب ہے۔ 849 ہجری میں قاہرہ میں پیدا ہوئے آپ کی تالیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے مشہور تصانیف یہ ہیں: الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، الاتقان فی علوم القرآن، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، الخصائص والمعجزات النبویۃ، طبقات الحفاظ، طبقات المفسرین۔ آپ کی وفات 911 ہجری میں قاہرہ ہی میں ہوئی۔

جواب:

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ بلامکلف ہونے کے دنیا کی حیات جیسی ہے۔ یہ حیات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور حضرات شہداء کے ساتھ خاص ہے، یہ حیات محض برزخی نہیں ہے جو تمام مسلمانوں بلکہ سب انسانوں کو حاصل ہے جیسا کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "أَنۡبَاءُ الۡأَذۡكِيَاءِ بِحَيَاةِ الۡأَنۡبِيَاءِ" میں اس بات کو صراحت کے ساتھ لکھا ہے۔

حَيۡثُ قَالَ: قَالَ الشَّيۡخُ تَقِيُّ الدِّيۡنِ السُّبۡكِيُّ: "حَيَاةُ الۡأَنۡبِيَاءِ وَ الشُّهَدَاءِ فِي الۡقَبۡرِ كَحَيَاتِهِمۡ فِي الدُّنۡيَا وَ يَشۡهَدُ لَهٗ صَلَاةُ مُوۡسٰى عَلَيۡهِ السَّلَامُ فِيۡ قَبۡرِهٖ فَإِنَّ الصَّلَاةَ تَسۡتَدۡعِيۡ جَسَدًا حَيًّا[11] إِلٰى آخِرِ مَا قَالَ.

چنانچہ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: "شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور اس کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھنا ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کے ساتھ ہی پڑھی جاتی ہے الخ" علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کی عبارت یہاں پہ ختم ہوئی۔

فَثَبَتَ بِهٰذَا أَنَّ حَيَاتَهٗ دُنۡيَوِيَّةٌ بَرۡزَخِيَّةٌ لِكَوۡنِهَا فِيۡ عَالَمِ الۡبَرۡزَخِ وَ لِشَيۡخِنَا شَمۡسِ الۡإِسۡلَامِ وَ الدِّيۡنِ مُحَمَّدٌ قَاسِمِ الۡعُلُوۡمِ عَلَى الۡمُسۡتَفِيۡدِيۡنَ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهُ الۡعَزِيۡزَ فِيۡ هٰذَا الۡمَبۡحَثِ رِسَالَةٌ مُسۡتَقِلَّةٌ دَقِيۡقَةُ الۡمَأۡخَذِ بَدِيۡعَةُ

---

[11] أنباء الأذکیاء: ص559. المندرج فی فتاواہ الحاوی للفتاوٰی. ط دار الکتب العربی بیروت لبنان

الْمَسْلَكِ لَمْ يُرَ مِثْلُهَا قَدْ طُبِعَتْ وَ شَاعَتْ فِي النَّاسِ وَ اسْمُهَا "آبِ حَيَات" أَيْ مَاءُ الْحَيَاةِ.

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ دنیوی ہے اور عالم برزخ میں حاصل ہونے کی وجہ سے برزخی بھی ہے۔ ہمارے شیخ شمس الاسلام والدین حضرت قاسم العلوم (مولانا محمد قاسم نانوتوی) قدس اللہ سرہ کا اس مسئلہ میں نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا ایک مستقل رسالہ بھی ہے جو بے مثال ہے اور طبع ہو کر منظر عام پر بھی آچکا ہے۔ اس رسالے کا نام ”آب حیات“ ہے۔

چھٹا سوال

قبر اطہر پر دعا کا طریقہ

السؤال السادِس:

هلْ لِلداعِيْ فِي الْمسْجِدِ النبَوِيِ انْ يجْعل وجْهه إِلى الْقبْرِ الشرِيْفِ و يسْال مِنَ الْموْلى الْجلِيْلِ متوَسِلا بِنبِيِّهِ الْفَخِيْمِ النَّبِيْلِ؟

چھٹا سوال:

کیا مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کے لیے یہ صورت جائز ہے کہ وہ قبر مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضور علیہ السلام کا وسیلہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے؟

اَلْجوَابُ:

اِخْتلف الْفقهاءُ فِيْ ذٰلِك كما ذكرَه الْملا علِيّ نِ القارِيْ رحِمه الله تعالٰى[12] فِيْ "الْمسْلكِ الْمتقسِّطِ" فقال: "ثم اعْلمْ انه ذكرَ بعْض مشايخِنا كابِي اللیْثِ ومنْ تبِعه كالْكِرْمانِيّ و السّرُوْجِيّ انه يقِف الزائِرُ مسْتقْبِل الْقِبْلةِ كذا رواه الْحسَنُ عنْ ابِيْ حنِيْفة رضِيَ الله عنْهما."

جواب:

اس مسئلہ میں حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کا اختلاف ہے جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اَلْمسلك الْمتقسِّط" میں ذکر کیا ہے،

---

[12] نور الدین علی بن سلطان محمد ہروی حنفی ہرات میں پیدا ہوئے۔ آپ نے کئی کتب تصنیف کیں جن میں مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، شرح شفاء قاضی عیاض، جمع الوسائل شرح شمائل ترمذی، حرز الیمین شرح حصن حصین، شرح الفقہ الاکبر، شرح مناسک الحج، اثمار الجنیہ فی اسماء الحنفیہ، سند الامام شرح مسند الامام وغیرہ شامل ہیں۔ 1014 ہجری میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

فرماتے ہیں: ”اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ ہمارے بعض مشائخ مثلاً ابو اللیث اور ان کی اتباع میں علامہ کرمانی اور علامہ سروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے کو قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے جیسا کہ امام حسن نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔“

ثم نقل عنِ ابْنِ الْهمامِ بِان ما نقِل عنْ ابِیْ اللیْثِ مرْدوْدٌ بِمَا روٰی ابوْ حنِیْفة عنْ ابْنِ عمرَ رضِیَ الله عنْهما انه قال: مِنَ السّنةِ انْ تاْتِیَ قبْرَ رسوْلِ اللهِ صَلی الله علیْهِ و سلم فتسْتقْبِل الْقبْرَ بِوَجْهِك ثم تقوْل: السّلام علیْك ایّها النبِیّ و رحْمة اللهِ و برَكاته ثم ایده بِرِوایةٍاخْریٰ اخْرَجها الْمجْد اللغوِی عنِ ابْنِ الْمبَارِكِ قال: سمِعْت ابا حنِیْفة یقوْل: "قدِم ابوْ ایوبَ السّخْتِیَانِیّ و انا بِالْمدِیْنةِ فقلْت: لانْظرَن ما یصْنع فجعل ظهْرَه مِمّا یلِی الْقِبْلة و وجْهه مِمّا یلِیْ وجْه رسوْلِ اللهِ صَلی اللهِ علیْهِ و سلم و بكٰی غیْرَ متبَاكٍ فقام مقام فقِیْهٍ" ثم قال الْعلامة الْقارِیْ بعْد نقْلِهِ: "و فِیْهِ تنْبِیْهٌ علٰی ان هٰذا هوَ مخْتار الْإِمامِ بعْد ما كان متردِدا فِیْ مقامِ الْمرَامِ." ثم قال: "اَلْجمْع بیْنَ الرِّوایتیْنِ ممْكِنٌ"[13] إلٰی اخِرِ كلامِ الشرِیْفِ.

اس کے بعد ملا علی قاری نے علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ابو اللیث رحمہ اللہ کی روایت نا قابل قبول ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سنت یہ ہے کہ جب تمہاری حاضری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر ہو تو قبر مبارک کی طرف چہرہ کر کے اس طرح کہو: اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات نازل ہوں۔ پھر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید میں دوسری روایت پیش کی

---

[13] المسلک المقسط: ص514 باب زیارۃ سید المرسلین

ہے جسے مجد الدین لغوی رحمہ اللہ نے حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب حضرت ابو ایوب سختیانی رحمہ اللہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں وہیں موجود تھا، میں نے پختہ ارادہ کیا کہ دیکھوں تو سہی آپ کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ دیکھا کہ انہوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف اپنا منہ کیا اور ایک فقیہ کی شان کے مطابق بغیر کسی تکلف اور تصنع کے روئے۔“ اس کو ذکر کرنے کے بعد ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب رحمہ اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے اگرچہ اس سے پہلے امام صاحب کو اس بارے میں تردد تھا۔“ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے یہ بھی کہا ہے کہ ”دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے۔“ الخ

فَظَهَرَ بِهٰذَا أَنَّهٗ يَجُوْزُ كِلَا الْأَمْرَيْنِ لٰكِنَّ الْمُخْتَارَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ وَقْتَ الزِّيَارَةِ مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهُ الشَّرِيْفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ هُوَ الْمَأْخُوْذُ بِهٖ عِنْدَنَا وَ عَلَيْهِ عَمَلُنَا وَ عَمَلُ مَشَايِخِنَا وَ هٰكَذَا الْحُكْمُ فِي الدُّعَاءِ كَمَا رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَمَّا سَأَلَهٗ بَعْضُ الْخُلَفَاءِ[14] وَ قَدْ صَرَّحَ مَوْلَانَا الْكَنْكُوْهِيُّ فِيْ

---

[14] یہ واقعہ خلیفہ منصور کا ہے۔ جب وہ مدینہ منورہ آئے اور امام مالک علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا کہ میں قبر نبوی کی زیارت کرتے وقت دعا کرتے ہوئے قبلہ رخ ہوں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کروں؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ”**استقبله وا ستشفع به فيشفعه الله**“ اے امیر! آپ کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب متوجہ رہیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طلب گار رہیے، اللہ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض المالکی: ج2 ص26 الباب الثالث فی تعظیم امرہ و وجوب توقیرہ

رِسَالَتِهٖ "زُبْدَةِ الْمَنَاسِكِ" وَأَمَّا مَسْئَلَةُ التَوَسُّلِ فَقَدْ مَرَّتْ فِي السُّؤَالِ 3و 4

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورتیں تو دونوں جائز ہیں لیکن زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی بات مروی ہے جب ان سے کسی خلیفہ نے یہی مسئلہ دریافت کیا تھا۔

اس مسئلہ کی صراحت حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ”زبدۃ المناسک“ میں کی ہے۔ رہا توسل کا مسئلہ تو وہ سوال نمبر 3 اور 4 میں گزر چکا ہے۔

ساتواں سوال

بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم

اَلسُّؤَالُ السَّابِعُ:

مَا قَوْلُكُمْ فِيْ تَكْثِيْرِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ قِرَآءَةِ "دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ" أَوِالْأَوْرَادِ؟

ساتواں سوال:

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے، ”دلائل الخیرات“ اور دیگر اوراد پڑھنے کے بارے میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟

اَلْجَوَابُ:

يُسْتَحَبُّ عِنْدَنَا تَكْثِيْرُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ هُوَ مِنْ أَرْجَى الطَّاعَاتِ وَ أَحَبِّ الْمَنْدُوْبَاتِ سَوَاءٌ كَانَ بِقِرَآءَةِ الدَّلَائِلِ وَ الْأَوْرَادِ الصَّلَوٰتِيَّةِ الْمُؤَلَّفَةِ فِيْ ذٰلِكَ أَوْ بِغَيْرِهَا وَ لٰكِنَّ الْأَفْضَلَ عِنْدَنَا مَا صَحَّ بِلَفْظِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، وَلَوْ صَلّٰى بِغَيْرِ مَا وَرَدَ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَمْ يَخْلُ عَنِ الْفَضْلِ وَ يَسْتَحِقُّ بَشَارَةَ "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا"[15]

جواب:

ہمارے نزدیک جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور یہ ایسی عبادت ہے جو نہایت ہی اجر و ثواب کا باعث ہے خواہ ”دلائل الخیرات“ پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر مجموعہ جات پڑھ کر ہو لیکن ہمارے نزدیک افضل درود شریف وہ ہے جس کے الفاظ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں اگرچہ غیر منقول درود شریف کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور ایسا درود شریف پڑھنے والا شخص نبی پاک علیہ السلام کی اس بشارت کا مستحق ہو ہی

---

[15] سنن النسائی باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الاذان، صحیح ابن حبان رقم الحدیث 1690

جائے گا کہ ”جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت فرمائے گا“۔

وَكَانَ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ الْكَنْكُوهِيُّ يَقْرَأُ الدَّلَائِلَ وَكَذٰلِكَ الْمَشَايِخُ الْاُخَرُ مِنْ سَادَاتِنَا وَقَدْ كَتَبَ فِيْ اِرْشَادَاتِهٖ مَوْلَانَا وَمُرْشِدُنَا قُطْبُ الْعَالَمِ حَضْرَتُ الْحَاجُ حَاجِيْ اِمْدَادُ اللهِ قَدَّسَ اللهُ سِرَّهُ الْعَزِيْزَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِاَنْ يُّجَرِّبُوْهُ وَكَانُوْا يَرْوُوْنَ الدَّلَائِلَ رِوَايَةً وَكَانَ يُجِيْزُ أَصْحَابَهٗ بِالدَّلَائِلِ مَوْلَانَا الْكَنْكُوهِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ.

خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے۔ اور ہمارے مرشد قطب العالم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس اللہ سرہ نے اپنے ارشادات میں یہ لکھ کر اپنے مریدین کو اس بات کا حکم بھی فرمایا ہے کہ وہ ”دلائل الخیرات“ کا ورد بھی جاری رکھیں۔ ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل الخیرات کو روایت کرتے رہے ہیں اور حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی مریدین کو دلائل الخیرات کی اجازت دیتے تھے۔

آٹھواں، نواں اور دسواں سوال

مسئلہ تقلید

اَلسُّؤَالُ الثَّامِنُ وَ التَّاسِعُ وَ الْعَاشِرُ:

هَلْ يَصِحُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُّقَلِّدَ أَحَدًا مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ فِيْ جَمِيْعِ الْأُصُوْلِ وَ الْفُرُوْعِ أَمْ لَا؟ وَعَلٰى تَقْدِيْرِ الصِّحَةِ، هَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ أَمْ وَاجِبٌ؟ وَ مَنْ تُقَلِّدُوْنَ مِنَ الْأَئِمَّةِ فُرُوْعًا وَّ أُصُوْلًا؟

آٹھواں، نواں اور دسواں سوال:

تمام اصول و فروع میں ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو یہ مستحب ہے یا واجب؟ اور آپ حضرات اصول و فروع میں کس امام کی تقلید کرتے ہیں؟

اَلْجَوَابُ:

لَا بُدَّ لِلرَّجُلِ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ أَنْ يُّقَلِّدَ أَحَدًا مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ بَلْ يَجِبُ فَإِنَّا جَرَّبْنَا كَثِيْرًا اِنَّ مَاٰلَ تَرْكِ تَقْلِيْدِ الْأَئِمَّةِ وَ اتِّبَاعِ رَأْيِ نَفْسِهٖ وَ هَوَاهَا السُّقُوْطُ فِيْ حُفْرَةِ الْإِلْحَادِ وَ الزَّنْدَقَةِ- اَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا- وَلِأَجْلِ ذٰلِكَ نَحْنُ وَمَشَايِخُنَا مُقَلِّدُوْنَ فِي الْأُصُوْلِ وَ الْفُرُوْعِ لِإِمَامِ الْمُسْلِمِيْنَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ - أَمَاتَنَا اللهُ عَلَيْهِ وَ حَشَرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ- وَ لِمَشَايِخِنَا فِيْ ذٰلِكَ تَصَانِيْفُ عَدِيْدَةٌ شَاعَتْ وَ اشْتَهَرَتْ فِي الْآفَاقِ.

جواب:

اس دور میں آدمی کے لیے یہ بات انتہائی ضروری بلکہ واجب ہے کہ وہ ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرے کیونکہ ہم نے اس بات کا بہت زیادہ تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کرام کی تقلید چھوڑنے اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے کا انجام الحاد اور زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں پناہ میں رکھے۔ اسی وجہ سے ہم اور ہمارے تمام اکابر اصول و فروع میں امام المسلمین امام

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے تادمِ آخر ہم اسی پر قائم رہیں اور امام صاحب کے مقلدین میں ہمارا حشر ہو۔ مسئلہ تقلید کے حوالے سے ہمارے مشائخ کی بہت سی تصانیف شائع ہو کر دنیا میں شہرت پا چکی ہیں۔

گیارھواں سوال

مشائخ سے بیعت اور حصول فیض

اَلسُّؤَالُ الْحَادِیْ عَشَرَ:

وَهَلْ يَجُوْزُ عِنْدَكُمُ الْاِشْتِغَالُ بِأَشْغَالِ الصُّوْفِيَّةِ وَ بَيْعَتُهُمْ؟ وَ هَلْ تَقُوْلُوْنَ بِصِحَّةِ وُصُوْلِ الْفُيُوْضِ الْبَاطِنِيَّةِ عَنْ صُدُوْرِ الْاَكَابِرِ وَ قُبُوْرِهِمْ؟ وَ هَلْ يَسْتَفِيْدُ أَهْلُ السُّلُوْكِ مِنْ رُوْحَانِيَّةِ الْمَشَايِخِ الْأَجِلَّةِ أَمْ لَا؟

گیارھواں سوال:

کیا آپ کے نزدیک صوفیہ کے اَشغال میں مشغول ہونا اور ان سے بیعت ہونا جائز ہے؟ اور کیا آپ لوگ اکابر کے سینوں اور ان کی قبروں سے باطنی فیوض پہنچنے کے قائل ہیں یا نہیں؟ نیز جلیل القدر مشائخ کی روحانیت سے اہلِ سلوک کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

اَلْجَوَابُ:

يُسْتَحَبُّ عِنْدَنَا إِذَا فَرَغَ الْإِنْسَانُ مِنْ تَصْحِيْحِ الْعَقَائِدِ وَ تَحْصِيْلِ الْمَسَائِلِ الضَّرُوْرِيَّةِ مِنَ الشَّرْعِ أَنْ يُّبَايِعَ شَيْخًا رَّاسِخَ الْقَدَمِ فِي الشَّرِيْعَةِ زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ قَدْ قَطَعَ عَقَبَاتِ النَّفْسِ وَتَمَرَّنَ فِي الْمُنْجِيَاتِ وَتَبَتَّلَ عَنِ الْمُهْلِكَاتِ كَامِلًا مُّكَمِّلًا وَّ يَضَعَ يَدَهٗ فِيْ يَدِهٖ وَ يَحْبِسَ نَظَرَهٗ فِيْ نَظَرِهٖ وَ يَشْتَغِلَ بِأَشْغَالِ الصُّوْفِيَّةِ مِنَ الذِّكْرِ وَ الْفِكْرِ وَ الْفَنَاءِ الْكُلِّيِّ فِيْهِ وَ يَكْتَسِبَ النِّسْبَةَ الَّتِيْ هِيَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى وَ الْغَنِيْمَةُ الْكُبْرٰى وَ هِيَ الْمُعَبَّرُ عَنْهَا بِلِسَانِ الشَّرْعِ بِالْإِحْسَانِ، وَأَمَّا مَنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ لَهٗ ذٰلِكَ وَ لَمْ يَقْدِرْ لَهٗ مَا هُنَالِكَ فَيَكْفِيْهِ الْاِنْسِلَاكُ بِسُلْكِهِمْ وَ الْاِنْخِرَاطُ فِيْ حِزْبِهِمْ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ" [16] "فَهُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى

---

[16] صحیح البخاری: باب علامۃ الحب فی اللہ عزوجل، صحیح مسلم: باب المرء مع من احب

جَلِیْسُھُمْ"[17]

جواب:

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کو درست کر لے اور شریعت کے ضروری مسائل سیکھ لے تو کسی ایسے شیخ سے بیعت ہو جائے جو شریعت میں ثابت قدم ہو، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیاں عبور کر چکا ہو،[18] باعثِ نجات اعمال میں منہمک ہو، تباہ کن افعال سے گریزاں ہو، نیک کاموں کو کرنے والا اور برے کاموں سے بچنے والا ہو، خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ آدمی کو چاہیے کہ ایسے شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی رائے کو اس کی رائے پر قربان کر دے اور صوفیاء کے اَشغال میں مشغول ہو جائے یعنی ذکر و فکر بجا لائے اور اس (اشتغال) میں فناء تام حاصل کرے اور اس نسبت کو حاصل کرے جو بہت عظیم نعمت اور بڑی غنیمت ہے جسے شریعت میں "احسان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ہاں جسے یہ نعمت میسر نہ ہو اور وہ اس مقام تک نہ پہنچ سکے تو اس کے لیے ان بزرگوں کے سلسلہ میں داخل اور ان کی جماعت میں شامل ہونا ہی کافی ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس کو محبت ہو" اور "وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا۔"

وَ بِحَمْدِ اللهِ تَعَالٰی وَ حُسْنِ إِنْعَامِهٖ نَحْنُ وَ مَشَایِخُنَا قَدْ دَخَلُوْا فِیْ بَیْعَتِهِمْ وَ اشْتَغَلُوْا بِأَشْغَالِهِمْ وَ قَصَدُوْا لِلْإِرْشَادِ وَ التَّلْقِیْنِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی

---

[17] کتاب الاسماء والصفات للبیہقی: ج 1 ص 332 باب اسماع جل ثناؤہ کلامہ من شاء من ملائکتہ ورسلہ وعبادہ

[18] یعنی اپنے نفس کو اخلاق رذیلہ اور صفاتِ مذمومہ سے پاک کر چکا ہو۔

ذٰلِكَ. وَأَمَّا الْاِسْتِفَادَةُ مِن رُوْحَانِيَّةِ الْمَشَايِخِ الْأَجِلَّةِ وَ وُصُوْلُ الْفُيُوْضِ الْبَاطِنِيَّةِ مِنْ صُدُوْرِهِمْ أَوْ قُبُوْرِهِمْ فَيَصِحُّ عَلَى الطَّرِيْقَةِ الْمَعْرُوْفَةِ فِيْ أَهْلِهَا وَ خَوَاصِّهَا لَا بِمَا هُوَ شَائِعٌ فِي الْعَوَامِ.

بحمد اللہ! اللہ کے فضل وکرم سے ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل ہیں، ان کے اشغال بجا لاتے ہیں اور ارشاد و تلقین پر عمل پیرا ہیں۔ رہا جلیل القدر مشائخ کی روحانیت سے استفادہ کرنا اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا تو بے شک یہ صحیح ہے لیکن اس طریق پر جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ کہ اس طرز پر جو عوام کے ہاں رائج ہے۔

بارھواں سوال

شیخ محمد بن عبد الوہاب کے بارے میں

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ عَشَرَ:

قَدْ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ النَّجْدِيُّ يَسْتَحِلُّ دِمَآءَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ أَمْوَالَهُمْ وَ أَعْرَاضَهُمْ وَ كَانَ يَنْسُبُ النَّاسَ كُلَّهُمْ إِلَى الشِّرْكِ وَ يَسُبُّ السَّلَفَ، فَكَيْفَ تَرَوْنَ ذٰلِكَ؟ وَ هَلْ يَجُوْزُ تَكْفِيْرُ السَّلَفِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ أَهْلِ الْقِبْلَةِ أَمْ كَيْفَ مَشْرَبُكُمْ؟

بارھواں سوال:

محمد بن عبد الوہاب نجدی مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو کو حلال سمجھتا تھا، تمام لوگوں کو مشرک کہتا تھا اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور کیا آپ لوگ اسلاف، عام مسلمان اور اہلِ قبلہ کی تکفیر کو جائز سمجھتے ہیں؟ یہ بتائیں کہ اس بارے میں آپ کا کیا موقف ہے؟

اَلْجَوَابُ:

اَلْحُكْمُ عِنْدَنَا فِيْهِمْ مَا قَالَ صَاحِبُ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ[19] "وَ خَوَارِجُ هُمْ قَوْمٌ لَهُمْ مَنَعَةٌ خَرَجُوْا عَلَيْهِ بِتَأْوِيْلٍ يَرَوْنَ أَنَّهُ عَلٰى بَاطِلٍ؛ كُفْرٍ أَوْ مَعْصِيَةٍ تُوْجِبُ قِتَالَهُ بِتَأْوِيْلِهِمْ وَ يَسْتَحِلُّوْنَ دِمَآئَنَا وَ أَمْوَالَنَا وَ يَسْبُّوْنَ نِسَآئَنَا" إِلٰى أَنْ قَالَ: "وَحُكْمُهُمْ حُكْمُ الْبُغَاةِ" ثُمَّ قَالَ: "وَ إِنَّمَا لَمْ نُكَفِّرْهُمْ لِكَوْنِهٖ عَنْ تَأْوِيْلٍ وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا"

---

[19] آپ کا نام محمد بن علی بن محمد الحصنی ہے۔ علاء الدین الحصکفی کے نام سے معروف ہیں۔ 1025 ہجری میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے مفتی، فقیہ، مفسر، محدث اور نحوی تھے۔ آپ کی کتب میں الدر المختار فی شرح تنویر الابصار، الدر المنتقیٰ شرح ملتقی الابحر، افاضۃ الانوار علی اصول المنار وغیرہ شامل ہیں۔ 1088 ہجری میں دمشق میں وفات پائی۔

جواب:

ہمارے نزدیک ان کا وہی حکم ہے جو صاحبِ در مختار نے تحریر فرمایا ہے کہ ”خوارج ایسی شوکت والی جماعت ہے جنہوں نے تاویل کی بنیاد پر امام کے خلاف بغاوت کی تھی، یہ لوگ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو اِن کی اپنی تاویل کے مطابق قتال کا باعث ٹھہری تھی۔ یہ لوگ ہماری جان ومال کو حلال سمجھتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔“ آگے فرماتے ہیں: ”ان کا حکم باغیوں والا ہے۔“ مزید فرماتے ہیں: ”ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں کرتے کہ (ان کا) یہ فعل تاویل کی وجہ سے ہے اگرچہ تاویلِ باطل ہی سہی۔“

وَ قَالَ الشَّامِیُّ[20] فِیْ حَاشِیَتِہٖ: کَمَا وَقَعَ فِیْ زَمَانِنَا فِیْ اَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَ تَغَلَّبُوْا عَلَی الْحَرَمَیْنِ وَ كَانُوْا یَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوْا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَ أَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَ اسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ قَتْلَ عُلَمَآئِهِمْ حَتّٰی كَسَّرَ اللهُ شَوْكَتَهُمْ[21]

علامہ شامی علیہ الرحمۃ اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

”جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے پیروکاروں سے سرزد ہوا ہے کہ یہ لوگ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر زبردستی مسلط ہوئے، خود کو حنبلی المذہب

---

[20] محمد امین بن عمر بن عبد العزیز بن احمد، ”ابن عابدین الشامی“ کے نام سے معروف ہوئے۔ 1198 ہجری میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کتب میں الابانۃ عن اخذ الاجرۃ عن الحصانۃ، اَعلام الاِعلام باحکام الاقرار العام، تحریر العبارۃ، رد المختار حاشیۃ الدر المختار وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے 1252 ہجری میں دمشق ہی میں وفات پائی اور مقبرہ باب صغیر میں مدفون ہوئے۔

[21] الدر المختار مع رد المختار: ج6 ص400 کتاب الجہاد. باب البغاۃ. ط دار المعرفۃ بیروت لبنان

کہتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو لوگ اُن کے عقیدہ کے خلاف ہوں وہ مشرک ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے اہل السنۃ کے علماء وعوام کے قتل کو مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو توڑ کے رکھ دیا۔“

ثُمَّ أَقُوْلُ: لَيْسَ هُوَ وَ لَا أَحَدٌ مِّنْ أَتْبَاعِهٖ وَ شِيْعَتِهٖ مِنْ مَشَايِخِنَا فِيْ سِلْسِلَةٍ مِنْ سَلَاسِلِ الْعِلْمِ مِنَ الْفِقْهِ وَ الْحَدِيْثِ وَ التَّفْسِيْرِ وَ التَّصَوُّفِ وَ أَمَّا اسْتِحْلَالُ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ أَمْوَالِهِمْ وَ أَعْرَاضِهِمْ فَإِمَّا أَنْ يَكُوْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ أَوْ بِحَقٍّ فَإِنْ كَانَ بِغَيْرِ حَقٍّ فَإِمَّا أَنْ يَكُوْنَ مِنْ غَيْرِ تَأْوِيْلٍ فَكُفْرٌ وَ خُرُوْجٌ عَنِ الْإِسْلَامِ وَ إِنْ كَانَ بِتَأْوِيْلٍ لَّا يَسُوْغُ فِي الشَّرْعِ فَفِسْقٌ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ بِحَقٍّ فَجَائِزٌ بَلْ وَاجِبٌ وَّ أَمَّا تَكْفِيْرُ السَّلَفِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَحَاشَا أَنْ نُّكَفِّرَ أَحَدًا مِنْهُمْ بَلْ هُوَ عِنْدَنَا رِفْضٌ وَّ ابْتِدَاعٌ فِي الدِّيْنِ وَ تَكْفِيْرُ أَهْلِ الْقِبْلَةِ مِنَ الْمُبْتَدِعِيْنَ فَلَا نُكَفِّرُهُمْ مَا لَمْ يُنْكِرُوْا حُكْمًا ضَرُوْرِيًّا مِنْ ضَرُوْرِيَاتِ الدِّيْنِ فَإِذَا ثَبَتَ إِنْكَارُ أَمْرٍ ضَرُوْرِيٍّ مِنَ الدِّيْنِ نُكَفِّرُهُمْ وَ نَحْتَاطُ فِيْهِ وَ هٰذَا دَأْبُنَا وَ دَأْبُ مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى.

اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا کوئی پیروکار یا اس کے گروہ کا کوئی فرد ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں نہیں ہے، نہ فقہ، حدیث اور تفسیر کے علمی سلسلوں میں اور نہ ہی تصوف کے سلسلہ میں۔

باقی رہا مسلمانوں کی جان، مال اور آبرو کو حلال سمجھنا تو اس کی دو صورتیں ہیں یہ ناحق ہوگا یا حق۔ اگر ناحق ہے تو بھی دو صورتیں ہیں بغیر کسی تاویل کے ہو تو یہ کفر اور خروج عن الاسلام ہے اور اگر تاویل کے ساتھ ہے تو پھر دو صورتیں ہیں اگر ایسی تاویل ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے اور اگر تاویل بر حق ہے تو پھر جائز بلکہ واجب ہے۔ رہا اسلاف اہلِ اسلام کو کافر کہنا تو ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے ہیں نہ

سمجھتے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک یہ رفض اور دین میں اختراع ہے۔ ہم تو اہلِ بدعت کو بھی جو اہل قبلہ ہیں، جب تک وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں، کافر نہیں کہتے۔ ہاں جب (ان سے) دین کے کسی ضروری حکم کا انکار ثابت ہو جائے تو ہم انہیں کافر سمجھیں گے۔ ہم اس معاملہ (فتویٰ تکفیر) میں بہت احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ یہی ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ کا طریقہ ہے۔

محمد بن عبدالوہاب اور ہمارا موقف

محمد الیاس گھمن

کسی بھی شخص کے بارے میں رائے دو وجوہات میں سے کسی ایک وجہ سے قائم ہوتی ہے:

۱: اس شخص کے عقائد و نظریات اوراعمال و مسائل کی وجہ سے جو خود اس کی تحریر یا تقریر میں ہوں۔

۲: اس شخص کے ان عقائد و نظریات اور اعمال و مسائل کی وجہ سے جو دوسروں کی تحریر یا تقریر میں اس شخص کے بارے میں ہوں۔

اول وجہ درست اور حتمی ہے جبکہ دوسری وجہ سے قائم کی گئی رائے کو حتمی نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں اگر کسی شخص کے بارے میں دوسروں کی تحریر و تقریر سے کوئی رائے قائم ہو جائے اور پھر اسی شخص کی تحریر و تقریر اس کے خلاف مل جائے تو اپنی رائے بدل دینی چاہیے۔ اس پر دو واقعات بطور دلیل پیش خدمت ہیں:

واقعہ نمبر 1:

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ میں آپ کی ملاقات امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو انہوں نے امام صاحب سے فرمایا: کیا آپ وہی شخص ہیں جنہوں نے میرے نانا کی احادیث کی قیاس کے ذریعے مخالفت کی ہے؟

امام صاحب نے جواب دیا: اللہ کی پناہ کہ میں ایسا کام کروں۔ آپ تشریف رکھیں میں کچھ عرض کرتا ہوں، کیونکہ آپ ہمارے لیے محترم ومکرم ہیں۔ امام باقر تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب نے فرمایا کہ میں آپ سے تین سوالات کرتا ہوں، آپ مجھے ان کا جواب عنایت فرمائیں۔

سوال نمبر 1: مرد زیادہ کمزور ہے یا عورت؟

امام باقر نے جواب دیا: عورت۔

امام صاحب نے فرمایا: میراث میں مرد کو کتنا حصہ ملتا ہے اور عورت کو کتنا؟

جواب دیا: عورت کا حصہ مرد کے حصے کا نصف ہوتا ہے۔

امام صاحب نے فرمایا: اگر میں قیاس کرکے کہتا تو یوں کہتا کہ مرد کو ایک حصہ ملے گا اور عورت کو دو حصے، کیونکہ عورت مرد سے کمزور ہے۔

سوال نمبر 2: نماز افضل ہے یا روزہ؟

امام باقر نے جواب دیا: نماز۔

امام صاحب نے فرمایا: اگر میں قیاس کرکے کہتا تو یوں کہتا کہ حائضہ عورت حیض سے فارغ ہونے کے بعد نماز کی قضا کرے گی، روزے کی قضا نہیں کرے گی۔

سوال نمبر 3: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟

امام باقر نے جواب دیا: پیشاب۔

امام صاحب نے فرمایا: اگر میں قیاس کرکے کہتا تو یوں کہتا کہ منی کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ پیشاب کے خارج ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے۔

معاذاللہ میں حدیث کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ حدیث کے مطابق ہی مسئلہ بتاتا ہوں۔

چنانچہ امام باقر کھڑے ہوئے اور امام ابو حنیفہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔22

واقعہ نمبر2:

جب مولوی احمد رضاخان صاحب نے علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی عبارات قطع وبرید کر کے علمائے حرمین کو پیش کیں تو ان حضرات کی رائے علماء دیوبند کے بارے میں منفی قائم ہو گئی تھی لیکن جب علماء دیوبند کی اپنی تحریر سامنے آئی تو ان حضرات کی رائے تبدیل ہو کر مثبت ہو گئی۔

بس یہی صورت شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہوئی جس کی وضاحت کے لیے علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے بچپن میں ہی وہابیوں کے متعلق خطرناک باتیں سن رکھی تھی کہ یہ گستاخ رسول اور اولیاء کی ولایت کے منکر ہوتے ہیں۔ جب میں مدرسہ میں داخل ہوا تو میرے اساتذہ کو لوگ وہابی کہتے مگر جو باتیں میں نے وہابیوں کے متعلق سن رکھی تھیں وہ ان میں موجود نہ تھیں۔ پھر میرے ایک استاد نے محمد بن عبد الوہاب کی ایک کتاب "کتاب التوحید" کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد میں نے شیخ محمد بن عبد الوہاب، ان کے صاحبزادوں اور تلامذہ کی کتب کا مطالعہ کیا جس کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ محمد بن عبد الوہاب کا مسلک وموقف حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم وغیرہ سے ملتا ہے اور توحید کی دعوت اور شرک کی تردید میں شیخ کا وہی طرز ہے جو تقویۃ الایمان میں شاہ

---

[22] عقود الجمان: ص264، 265باب سادس عشر

اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ مگر شیخ کے مزاج میں کچھ شدت ہے، تحقیق کے بعد مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح ہمارے ملک میں قبر پرستوں، تعزیہ پرستوں اور بدعات وخرافات کو اپنا دین بنا لینے والوں کی طرف سے حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف طرح طرح کی افتراء پردازیاں کرکے عام مسلمانوں کو ان سے متنفر کرنے کی کوششیں کی گئی تھیں (جن کا سلسلہ اب تک جاری ہے) یہی معاملہ شیخ محمد بن عبد الوھاب نجدی کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ یہ پروپیگنڈہ پورے کرہ ارض پر ہونے لگا اور خاص طور سے حجاز پاک شیخ محمد بن عبد الوھاب اور ان کی جماعت کے خلاف اس پروپیگنڈے کا مرکز بن گیا اور وہاں سے اُن کے متعلق ایسی باتیں مشہور ہونے لگیں جن کو سن کر ہر مسلمان نہ صرف یہ کہ ان سے متنفر ہو بلکہ ان کو دنیا بھر کے کافروں سے بدتر قسم کا کافر سمجھے اور چونکہ حج ادا کرنے کے لیے سارے عالَم اسلام کے مسلمانوں کی حرمین شریفین میں حاضری ہوتی تھی، اس لیے ان وہابیوں نجدیوں کے خلاف وہاں جو باتیں عام طور سے مشہور تھیں، کہی اور لکھی جاتی تھیں وہ ان حاجیوں کے ذریعہ سارے عالمِ اسلام میں پہنچتیں اور پھیل جاتی تھیں پھر ہر علاقہ میں موجود ان کے دشمن اس پر حاشیہ آرائی بھی کرتے تھے۔ یہ پروپیگنڈہ اتنا سخت تھا کہ اس سے بعض علماء بھی متاثر ہوئے اور علماء دیوبند میں سے بھی بعض حضرات نے غلط شہرت کی وجہ سے بعض باتیں لکھ دیں جن میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری بھی شامل تھے لیکن جب حقیقت حال واضح ہوئی تو حضرت نے وہابیوں کے بارے میں اپنی اچھی رائے کا اظہار کیا۔"[23]

حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی رائے محمد بن عبد الوہاب کے

---

[23] ملخص از مقدمہ شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علماء حق

متعلق غلط شہرت کی بناء پر تھی۔ جب آپ سن 1344ھ میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو شیخ محمد بن عبدالوہاب کے سلسلہ کے مشہور عالم شیخ عبداللہ بن بلیہد سے کئی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ تفصیلی احوال سامنے آنے کے بعد نجدی جماعت کے متعلق مولانا سہارنپوری نے جو اپنی رائے کا اظہار کیا وہ حضرت کے ایک مکتوب میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں:

”قاضی القضاۃ شیخ عبداللہ بن بلیہد جن کا مکان میرے مکان کے قریب ہی ہے، اُن سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے اور دینی مسائل میں گفتگو بھی ہوتی ہے، بڑے عالم ہیں، مذہب اہل السنۃ والجماعۃ رکھتے ہیں، ظاہر حدیث پر جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ہے عمل کرتے ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام ابن قیم کی کتابوں کو زیادہ محبوب اور پیش نظر رکھتے ہیں، ہمارے علماء کے نزدیک بھی یہ دونوں بزرگ بڑے مرتبہ کے عالم ہیں۔ بدعات اور محدثات سے نہایت متنفر ہیں، توحید ورسالت کو اپنے ایمان کی جڑ قرار دے رکھا ہے۔ الغرض میں نے جہاں تک خیال کیا اہل السنۃ کے عقائد سے ذرا بھی انحراف نہیں اور اکثر اہل نجد قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں، کثرت سے حفاظ ہیں، صلوٰۃ باجماعت کے نہایت پابند ہیں، آج کل مدینہ منورہ میں سخت سردی کا زمانہ ہے۔ مگر اہل نجد صبح کی نماز میں پابندی کے ساتھ آتے ہیں..... بہر حال اس قوم کی حالتِ دینی نہایت اطمینان بخش دیکھی ہے“ [24]

اسی طرح آپ نے ایک اور مکتوب حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ کے نواسے

---

[24] اکابر کے خطوط ص 12، 11

حافظ محمد یعقوب گنگوہی علیہ الرحمۃ کے نام لکھا۔ حافظ یعقوب صاحب نے حضرت سہارنپوری کو خط لکھا جس میں ”ابن سعود کی وہابی حکومت“ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے ایک تفصیلی مکتوب لکھا جس میں یہ بھی ہے:

”میرے خیال میں یہ حکومت اس زمانہ کے اعتبار سے نہایت دیندار واقع ہوئی ہے اور نیک نیتی کے ساتھ کام کر رہی ہے، جس قدر بڑے بڑے کام ہوئے ہیں کوئی بھی میرے نزدیک ایسا نہیں جس میں دین کا پہلو نہ ہو اور بعضے امور صغار جس میں کچھ فروگزاشت ہو رہی ہے جہاں تک میں غور کرتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کے پاس لائق منتظم دیندار آدمی نہیں، اس وجہ سے بعض انتظامات میں کوتاہی ہو رہی ہے۔ اپنی ذات سے سلطان ابن سعود نہایت دیندار، حکیم، متحمل مزاج واقع ہوا ہے مگر ایک آدمی جب تک کہ اس کے ہاتھ پیر نہ ہوں کیا کر سکتا ہے، امن کی حالت تو یہ ہے کہ ایک ایک دو دو اونٹ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور ینبوع اور جدہ کے درمیان آجا رہے ہیں کسی کو کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی، جہاں تک شکایت کا خیال کیا جارہا ہے اس کا مبنیٰ قبّہ شکنی ہے جس کو جُہّال نے روافض کے ساتھ مل کر اپنا دین وایمان قرار دے رکھا ہے، میرے نزدیک اُن کا انہدام یقیناً واجب ہے اور حکومت نے بھی علماء مدینہ سے استفتاء کر کے جب یہاں کے علماء نے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے اس وقت انہدام کی جرات کی ہے، مولوی صاحب نے جو آپ کو یہ لکھا کہ حکومت سے جو توقعات تھیں ویسی نہ نکلیں، معلوم نہیں کہ ان کے کانوں میں کیا باتیں پہنچائی گئیں؟ میری طرف سے مولوی صاحب کو لکھ دیجیو کہ میرا جو وہاں خیال تھا اور وہ یہاں پہنچ کر اور حالات دیکھ کر میں کچھ زیادہ احسان کی نظر سے حکومت کے رنگ ڈھنگ دیکھ

رہا ہوں۔[25]

ان مکتوبات سے معلوم ہوا کہ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے المہند میں جو کچھ لکھا تھا اس رائے کی بنیاد غلط شہرت پر تھی، جب خود حقائق دیکھے تو رائے تبدیل ہو گئی۔

احمد رضا خان نے حسام الحرمین میں علماء دیوبند کی عبارات میں قطع وبرید کر کے حرمین کے علماء کے سامنے پیش کیا اور ان کو یہ بتایا کہ یہ لوگ وہابی ہیں۔ چونکہ اس وقت فضاء وہابیوں سے نفرت کی تھی تو انہوں نے فتویٰ دیا۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے الشہاب الثاقب میں دیوبند اور وہابیوں کے مابین عقائد میں فرق کو تفصیل سے بیان کیا اور چند ایسی باتیں بھی لکھ دیں جو شہرت کا درجہ حاصل کر چکی تھی۔ کچھ عرصہ بعد جب لوگوں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کو بنیاد بنا کر سعودی حکومت کی مخالفت کی تو آپ نے اپنا وضاحتی بیان یوں دیا:

"مجھ کو اس امر کے اعلان کرنے میں ذرہ پس وپیش نہیں کہ میری وہ تحقیق جس کو میں بخلاف اہل نجد رجوم المدنیین اور الشہاب الثاقب میں لکھ چکا ہوں اُس کی بنا اُن کی کسی تالیف وتصنیف پر نہ تھی بلکہ محض افواہوں یا ان کے مخالفین کے اقوال پر تھی، اب اُن کی معتبر تالیف بتا رہی ہے کہ ان کا خلاف اہل السنۃ والجماعۃ سے اس قدر نہیں جیسا کہ ان کی نسبت مشہور کیا گیا ہے، بلکہ چند جزوی امور میں صرف اس درجہ تک ہے کہ جس کی وجہ سے اُن کی تکفیر، تفسیق یا تضلیل نہیں کی جا سکتی۔[26]

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

---

[25] شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علماء حق ص 45، 46

[26] شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علماء حق ص 93

ہیں:

”محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور ان کا مذہب حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے تھے۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔“[27]

(ہماری وضاحتی عبارت ختم ہوئی۔ محمد الیاس گھمن)

---

[27] فتاویٰ رشیدیہ: ص 293

تیرھواں اور چودھواں سوال

استویٰ علی العرش

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ عَشَرَ وَ الرَّابِعُ عَشَرَ:

مَا قَوْلُكُمْ فِيْ أَمْثَالِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾[28] هَلْ تُجَوِّزُوْنَ إِثْبَاتَ جِهَةٍ وَمَكَانٍ لِّلْبَارِيْ تَعَالٰى أَمْ كَيْفَ رَأْيُكُمْ فِيْهِ؟

تیرھواں اور چودھواں سوال:

اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے فرامین ”رحمٰن عرش پر مستوی ہوا“ کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے لیے جہت و مکان ثابت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں؟ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

اَلْجَوَابُ:

قَوْلُنَا فِيْ أَمْثَالِ تِلْكَ الْآيَاتِ إِنَّا نُؤْمِنُ بِهَا وَ لَا يُقَالُ كَيْفَ وَ نُؤْمِنُ بِاللهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى مُتَعَالٍ وَ مُنَزَّهٌ عَنْ صِفَاتِ الْمَخْلُوْقِيْنَ وَ عَنْ سِمَاتِ النَّقْصِ وَ الْحُدُوْثِ كَمَا هُوَ رَأْيُ قُدَمَائِنَا وَ أَمَّا مَا قَالَ الْمُتَأَخِّرُوْنَ مِنْ أَئِمَّتِنَا فِيْ تِلْكَ الْآيَاتِ وَ يُؤَوِّلُوْنَهَا بِتَأْوِيْلَاتٍ صَحِيْحَةٍ سَائِغَةٍ فِي اللُّغَةِ وَ الشَّرْعِ بِأَنَّهٗ يُمْكِنُ أَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ مِنَ الْاِسْتِوَاءِ: الْاِسْتِيْلَاءُ وَ مِنَ الْيَدِ: الْقُدْرَةُ، إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ تَقْرِيْبًا إِلٰى أَفْهَامِ الْقَاصِرِيْنَ فَحَقٌّ أَيْضًا عِنْدَنَا وَ أَمَّا الْجِهَةُ وَ الْمَكَانُ فَلَا نُجَوِّزُ إِثْبَاتَهُمَا لَهٗ تَعَالٰى، وَ نَقُوْلُ إِنَّهٗ تَعَالٰى مُنَزَّهٌ وَّ مُتَعَالٍ عَنْهُمَا وَ عَنْ جَمِيْعِ سِمَاتِ الْحُدُوْثِ.

جواب:

اس قسم کی آیات کے بارے میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ ان پر ایمان تو لاتے

---

[28] سورۃ طٰہٰ:5

ہیں لیکن کیفیت سے بحث نہیں کرتے۔ ہمارا یقین ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے پاک اور نقص وحدوث کی علامات سے منزہ ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین علماء کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین ائمہ نے ان آیات میں صحیح اور لغت وشرع کے اعتبار سے جو جائز تاویلات فرمائی ہیں وہ اس لیے کہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ ممکن ہے کہ ”استواء“ سے مراد ”غلبہ“ اور ”ید“ سے مراد ”قدرت“ ہو، تو ایسی تاویلات بھی ہمارے نزدیک صحیح ہیں۔ البتہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے جہت ومکان کو ثابت کرنا جائز نہیں سمجھتے بلکہ ہمارا نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت ومکان اور تمام علامات حدوث سے پاک ہے۔

پندرھواں سوال

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت

اَلسُّؤَالُ الْخَامِسُ عَشَرَ:

هَلْ تَرَوْنَ أَحَدًا أَفْضَلَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنَ الْكَائِنَاتِ؟

پندرھواں سوال:

کیا آپ لوگ مخلوق میں سے کسی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھتے ہیں؟

اَلْجَوَابُ:

اِعْتِقَادُنَا وَ اعْتِقَادُ مَشَايِخِنَا أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا وَ حَبِيْبَنَا وَ شَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَفْضَلُ الْخَلَآئِقِ كَافَّةً وَّخَيْرُهُمْ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰى لَا يُسَاوِيْهِ أَحَدٌ بَلْ وَلَا يُدَانِيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الْقُرْبِ مِنَ اللهِ تَعَالٰى وَ الْمَنْزِلَةِ الرَّفِيْعَةِ عِنْدَهٗ وَ هُوَ سَيِّدُ الْأَنْبِيَآءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَاتَمُ الْأَصْفِيَآءِ وَ النَّبِيِّيْنَ كَمَا ثَبَتَ بِالنُّصُوْصِ وَ هُوَ الَّذِيْ نَعْتَقِدُهٗ وَ نَدِيْنُ اللهَ تَعَالٰى بِهٖ وَقَدْ صَرَّحَ بِهٖ مَشَايِخُنَا فِيْ غَيْرِ مَا تَصْنِيْفٍ.

جواب:

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار وآقا اور پیارے شفیع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کے سردار ہیں اور برگزیدہ ہستیوں کے خاتم ہیں جیسا کہ نصوص سے یہ بات ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ اور یہی ہمارا دین وایمان ہے۔ اسی کی تصریح ہمارے اکابر اپنی کئی تصانیف میں کر چکے ہیں۔

سولھواں سوال

ختم نبوت

اَلسُّؤَالُ السَّادِسُ عَشَرَ:

أَ تُجَوِّزُوْنَ وَجُوْدَ نَبِيٍّ بَعْدَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ قَدْ تَوَاتَرَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ" وَ أَمْثَالُهٗ وَعَلَيْهِ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ؟ وَ كَيْفَ رَأْيُكُمْ فِيْمَنْ جَوَّزَ وُقُوْعَ ذٰلِكَ مَعَ وُجُوْدِ هٰذِهِ النُّصُوْصِ؟ وَهَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ أَوْ مِنْ اَكَابِرِ كُمْ ذٰلِكَ؟

سوُلھواں سوال:

کیا آپ لوگ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی نبی کے وجود کے قائل ہیں؟ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد معناً درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہے کہ "میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔" نیز اس جیسی اور بھی احادیث موجود ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ تو جو شخص ان نصوص کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا قائل ہو اس کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ کیا آپ یا آپ کے اکابرین میں سے کسی نے ایسی بات کی ہے؟

اَلْجَوَابُ:

اِعْتِقَادُنَا وَ اعْتِقَادُ مَشَايِخِنَا أَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا وَ حَبِيْبَنَا وَ شَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ كَمَا قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ: ﴿وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾[29]

جواب:

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے

---

[29] الاحزاب:40

شفیع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ”حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔“

وَ ثَبَتَ بِأَحَادِيْثَ كَثِيْرَةٍ مُتَوَاتِرَةِ الْمَعْنٰى وَ بِإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ وَ حَاشَا أَنْ يَّقُوْلَ أَحَدٌ مِنَّا خِلَافَ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ مَنْ أَنْكَرَ ذٰلِكَ فَهُوَ عِنْدَنَا كَافِرٌ لِأَنَّهٗ مُنْكِرٌ لِّلنَّصِّ الْقَطْعِيِّ الصَّرِيْحِ نَعَمْ شَيْخُنَا وَمَوْلَانَا سَيِّدُ الْأَذْكِيَاءِ الْمُدَقِّقِيْنَ الْمَوْلَوِيْ مُحَمَّدْ قَاسِمُ النَّانُوْتَوِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَتٰى بِدِقَّةِ نَظَرِهٖ تَدْقِيْقًا بَدِيْعًا اَكْمَلَ خَاتِمِيَّتَهٗ عَلٰى وَجْهِ الْكَمَالِ وَ أَتَمَّهَا عَلٰى وَجْهِ التَّمَامِ فَإِنَّهٗ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ فِيْ رِسَالَتِهِ الْمُسَمَّاةِ بِتَحْذِيْرِ النَّاسِ مَا حَاصِلُه:

اور یہی بات بہت ساری احادیث سے ثابت ہے جو معناً تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں اور یہی بات اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ تو ہم میں سے کوئی شخص اس کے خلاف کیسے کہہ سکتا ہے؟ جبکہ ہمارا نظریہ ہے کہ جو شخص ختمِ نبوت کا منکر ہے وہ نصِ صریح قطعی کے انکار کی وجہ سے کافر ہے بلکہ ہمارے شیخ سید الاذکیاء والمدققین مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنی دقتِ نظر سے عجیب دقیق مضمون بیان فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو کامل اور مکمل ظاہر فرمایا ہے۔ چنانچہ جو مضمون حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ”تحذیر الناس“ میں بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

أَنَّ الْخَاتِمِيَّةَ جِنْسٌ تَحْتَهٗ نَوْعَانِ، أَحَدُهُمَا خَاتِمِيَّةٌ زَمَانِيَّةٌ وَهُوَ أَنْ يَّكُوْنَ زَمَانُ نُبُوَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُتَأَخِّرًا مِّنْ زَمَانِ نُبُوَّةِ جَمِيْعِ الْأَنْبِيَاءِ وَ يَكُوْنَ خَاتِمًا لِّنُبُوَّتِهِمْ بِالزَّمَانِ، وَالثَّانِيْ: خَاتِمِيَّةٌ ذَاتِيَّةٌ وَّ هِيَ أَنْ يَّكُوْنَ نَفْسُ نُبُوَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خُتِمَتْ بِهَا وَ انْتَهَتْ إِلَيْهَا نُبُوَّةُ جَمِيْعِ

الْأَنْبِيَآءِ وَ كَمَا أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ بِالزَّمَانِ كَذٰلِكَ هُوَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ بِالذَّاتِ فَإِنَّ كُلَّ مَا بِالْعَرْضِ يَخْتِمُ عَلٰى مَا بِالذَّاتِ وَ يَنْتَهِيْ إِلَيْهِ وَ لَا تَتَعَدَّاهُ وَ لَمَّا كَانَ نُبُوَّتُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالذَّاتِ وَ نُبُوَّةُ سَائِرِ الْأَنْبِيَآءِ بِالْعَرْضِ لِأَنَّ نُبُوَّتَهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِوَاسِطَةِ نُبُوَّتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ هُوَ الْفَرْدُ الْأَكْمَلُ الْأَوْحَدُ الْأَبْجَلُ قُطْبُ دَائِرَةِ النُّبُوَّةِ وَ الرِّسَالَةِ وَ وَاسِطَةُ عَقْدِهَا فَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ذَاتًا وَ زَمَانًا.

خاتمیت ایک جنس ہے جس کی دو انواع ہیں۔ ایک خاتمیت باعتبار زمانہ کے ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے خاتم ہیں۔ دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت پر تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت ختم اور منتہی ہوئی ہے اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے اعتبار سے خاتم النبیین ہیں اسی طرح ذات کے اعتبار سے بھی خاتم النبیین ہیں کیونکہ ہر بالعرض شے بالذات شے پر ختم ہو جاتی ہے، اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بالذات ہے اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض ہے اس لیے کہ سارے انبیاء علیہم السلام کی نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی وجہ سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فردِ اکمل، یکتا، دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد نبوت کے واسطہ ہیں تو آپ علیہ السلام ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے خاتم النبیین ہوئے۔

وَ لَيْسَ خَاتَمِيَّتُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُنْحَصِرَةً فِي الْخَاتَمِيَّةِ الزَّمَانِيَّةِ فَإِنَّهُ لَيْسَ كَبِيْرَةُ فَضْلٍ وَّ لَا زِيَادَةُ رِفْعَةٍ أَنْ يَّكُوْنَ زَمَانُهُ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُتَأَخِّرًا مِّنْ زَمَانِ الْأَنْبِيَآءِ قَبْلَهٗ بَلِ السِّيَادَةُ الْكَامِلَةُ وَ الرَّفْعَةُ الْبَالِغَةُ وَ الْمَجْدُ الْبَاهِرُ وَ الْفَخْرُ الزَّاهِرُ تَبْلُغُ غَايَتَهَا إِذَا كَانَ خَاتَمِيَّتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَاتًا وَّ زَمَانًا وَ أَمَّا إِذَا اقْتُصِرَ عَلَى الْخَاتَمِيَّةِ الزَّمَانِيَّةِ فَلَا تَبْلُغُ سِيَادَتُهٗ وَ رِفْعَتُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَمَالَهَا وَلَا يَحْصُلُ لَهُ الْفَضْلُ بِكُلِّيَّتِهٖ وَجَامِعِيَّتِهٖ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے کہ یہ کوئی بڑی فضیلت اور زیادہ اعزاز کی بات نہیں کہ آپ علیہ السلام کا زمانہ تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کے زمانہ کے بعد ہے بلکہ کامل سرداری و بلندی مقام اور انتہاء درجہ کی عظمت و فضیلت اسی وقت ثابت ہو گی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت و رفعت کمال کو پہنچے گی اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جامعیت و فضیلت کلی حاصل ہو گی۔

وَهٰذَا تَدْقِيْقٌ مِّنْهُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ظَهَرَ فِيْ مُكَاشَفَتِهٖ فِيْ إِعْظَامِ شَأْنِهٖ وَ إِجْلَالِ بُرْهَانِهٖ وَ تَفْضِيْلِهٖ وَ تَبْجِيْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَمَا حَقَّقَهُ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنْ سَادَاتِنَا الْعُلَمَآءِ كَالشَّيْخِ الْأَكْبَرِ وَ التَّقِيِّ السُّبْكِيِّ وَ قُطْبِ الْعَالَمِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ الْكَنْكُوْهِيِّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، لَمْ يَحُمْ حَوْلَ سُرَادِقَاتِ سَاحَتِهٖ- فِيْمَا نَظُنُّ وَ نَرٰى- ذِهْنُ كَثِيْرٍ مِّنَ الْعُلَمَآءِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَ الْأَذْكِيَآءِ الْمُتَبَحِّرِيْنَ وَ هُوَ عِنْدَ الْمُبْتَدِعِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْهِنْدِ كُفْرٌ وَ ضَلَالٌ وَ يُوَسْوِسُوْنَ إِلٰى أَتْبَاعِهِمْ وَ أَوْلِيَآئِهِمْ أَنَّهٗ إِنْكَارُ الْخَاتَمِيَّةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَهَيْهَاتَ وَ هَيْهَاتَ، وَلَعُمْرِيْ إِنَّهٗ لَأَفْرَى الْفِرٰى وَ أَعْظَمُ زُوْرٍ وَّ بُهْتَانٍ بِلَا امْتِرَاءٍ مَّا حَمَلَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا الْحِقْدُ وَ الشَّحْنَآءُ وَ الْحَسَدُ وَ الْبَغْضَآءُ لِأَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ خَوَاصِ عِبَادِهٖ، وَ كَذٰلِكَ جَرَتِ السُّنَّةُ الْإِلٰهِيَّةُ فِيْ أَنْبِيَآئِهٖ وَ أَوْلِيَآئِهٖ.

یہ دقیق مضمون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان، جلالتِ برہان اور فضیلت و تعظیم کے بیان میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا مکاشفہ ہے جیسا کہ ہمارے سادات محققین مثلاً شیخ اکبر، تقی الدین سبکی اور قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمہم اللہ نے بھی یہی تحقیق کی ہے۔ ہمارے خیال میں علماء متقدمین اور اذکیاء متبحرین میں سے کئی حضرات کا ذہن (حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ کی) اس تحقیق کے مقام کو نہیں پہنچا۔ ہاں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک یہ کفر و ضلال بن گیا۔ یہ اہلِ بدعت اپنے متبعین اور چیلوں کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے (معاذ اللہ) افسوس صد افسوس! یہ تو پرلے درجہ کا افتراء اور بہت بڑا جھوٹ و بہتان ہے جس کی بنیاد اہل اللہ اور خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کے ساتھ کینہ، عداوت اور بغض کے سوا کچھ نہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے ساتھ سنت اللہ اسی طرح جاری ہے۔

سترھواں سوال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فضیلت

اَلسُّؤَالُ السَّابِعُ عَشَرَ:

هَلْ تَقُوْلُوْنَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَا يَفْضُلُ عَلَيْنَا إِلَّا كَفَضْلِ الْأَخِ الْأَكْبَرِ عَلَى الْأَخِ الْأَصْغَرِ لَا غَيْرَ؟ وَ هَلْ كَتَبَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْمَضْمُوْنَ فِيْ كِتَابٍ؟

سترھواں سوال:

کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر صرف اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے؟ کیا آپ میں سے کسی نے یہ مضمون کسی کتاب میں لکھا ہے؟

اَلْجَوَابُ:

لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَّا وَ لَا مِنْ أَسْلَافِنَا الْكِرَامِ مُعْتَقِدًا بِهٰذَا اَلْبَتَّةَ وَ لَا نَظُنُّ شَخْصًا مِّنْ ضُعَفَآءِ الْإِيْمَانِ أَيْضًا يَتَفَوَّهُ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْخُرَافَاتِ وَ مَنْ يَّقُوْلُ: إِنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ لَه فَضْلٌ عَلَيْنَا إِلَّا كَمَا يَفْضُلُ الْأَخُ الْأَكْبَرُ عَلَى الْأَصْغَرِ فَنَعْتَقِدُ فِيْ حَقِّهٖ أَنَّهٗ خَارِجٌ عَنْ دَائِرَةِ الْإِيْمَانِ وَ قَدْ صَرَّحَتْ تَصَانِيْفُ جَمِيْعِ الْأَكَابِرِ مِنْ أَسْلَافِنَا بِخِلَافِ ذٰلِكَ، وَ قَدْ بَيَّنُوْا وَ صَرَّحُوْا وَ حَرَّرُوْا وُجُوْهَ فَضَائِلِهٖ وَ إِحْسَانَاتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْنَا مَعْشَرِ الْأُمَّةِ بِوُجُوْهٍ عَدِيْدَةٍ بِحَيْثُ لَا يُمْكِنُ إِثْبَاتُ مِثْلِ بَعْضِ تِلْكَ الْوُجُوْهِ لِشَخْصٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ فَضْلًا عَنْ جُمْلَتِهَا وَ إِنِ افْتَرٰى أَحَدٌ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْخُرَافَاتِ الْوَاهِيَّةِ عَلَيْنَا أَوْ عَلٰى أَسْلَافِنَا فَلَا أَصْلَ لَه وَ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُّلْتَفَتَ إِلَيْهِ أَصْلًا فَإِنَّ كَوْنَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَفْضَلَ الْبَشَرِ قَاطِبَةً وَ أَشْرَفَ الْخَلْقِ كَافَّةً وَ سِيَادَتَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ جَمِيْعًا وَّ إِمَامَتَهُ النَّبِيِّيْنَ مِنَ الْأُمُوْرِ الْقَطْعِيَّةِ الَّتِيْ لَا يُمْكِنُ لِأَدْنٰى مُسْلِمٍ أَنْ يَّتَرَدَّدَ فِيْهِ أَصْلًا وَّ مَعَ هٰذَا إِنْ نَسَبَ إِلَيْنَا أَحَدٌ مِّنْ أَمْثَالِ هٰذِهِ الْخُرَافَاتِ فَلْيُبَيِّنْ مَحَلَّهٗ مِنْ

تَصَانِیْفِنَا حَتّٰی نُظْهِرَ عَلٰی کُلِّ مُنْصِفٍ فَهِیْمٍ جَهَالَتَهٗ وَ سُوْءَ فَهْمِهٖ مَعَ إِلْحَادِهٖ وَ سُوْءِ تَدَیُّنِهٖ بِحَوْلِهٖ تَعَالٰی وَ قُوَّتِهِ الْقَوِیَّةِ.

جواب:

ہمارا اور ہمارے اکابرین میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں تو کوئی ضعیف الایمان شخص بھی ایسی خرافات اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا۔ نیز جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ آپ علیہ السلام کو ہم پر فقط اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو ایسے شخص کو ہم دائرہ ایمان سے خارج سمجھتے ہیں اور ہمارے گزشتہ اکابرین کی تصانیف میں اس غلط عقیدے کا خلاف صراحت کے ساتھ موجود ہے (یعنی ہمارے اکابر اپنی تصانیف میں اس بات کی تصریح کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات پر فضیلت حاصل ہے) اِن اسلاف نے حضور علیہ السلام کے فضائل اور امت پر آپ علیہ السلام کے احسانات ایسی صراحت و وضاحت کے ساتھ بیان کر دیے ہیں کہ ان میں سے تمام فضائل تو دور کی بات بعض فضائل بھی کسی شخص میں ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی شخص اس طرح کے واہیات خرافات کا بہتان ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر باندھے تو یقیناً یہ بے بنیاد الزام ہے، اس کی طرف توجہ کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ آپ علیہ السلام کا افضل البشر، ساری مخلوقات سے زیادہ معزز اور تمام انبیاء علیہم السلام کا سردار اور امام ہونا ایسا قطعی عقیدہ ہے کہ کسی ادنیٰ مسلمان کے لیے بھی اس میں ذرہ برابر شک کی گنجائش نہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات کی نسبت ہماری طرف کرے تو اسے چاہیے کہ ہماری تصنیفات میں اس کا موقع محل بھی بتائے تاکہ ہم اللہ کی توفیق سے ہر انصاف پسند اور سمجھ دار آدمی پر اس شخص کی جہالت، بدفہمی، الحاد اور بددیانتی کو واضح کر دیں۔

اٹھارھواں سوال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم

اَلسُّؤَالُ الثَّامِنُ عَشَرَ:

هَلْ تَقُوْلُوْنَ إِنَّ عِلْمَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُقْتَصِرٌ عَلَى الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ فَقَطْ أَمْ أُعْطِيَ عُلُوْمًا مُتَعَلِّقَةً بِالذَّاتِ وَ الصِّفَاتِ وَ الْأَفْعَالِ لِلْبَارِيْ عَزَّ اسْمُهٗ وَ الْأَسْرَارِ الْخَفِيَّةِ وَ الْحِكَمِ الْإِلٰهِيَّةِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يَصِلْ إِلٰى سُرَادِقَاتِ عِلْمِهٖ أَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ كَائِنًا مَّنْ كَانَ؟

اٹھارھواں سوال:

کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کو صرف احکامِ شریعت کا علم تھا؟ یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، افعال، مخفی اسرار اور حِکَم الہیہ وغیرہ کے متعلق اس قدر علوم عطا ہوئے تھے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا؟

اَلْجَوَابُ:

نَقُوْلُ بِاللِّسَانِ وَ نَعْتَقِدُ بِالْجَنَانِ أَنَّ سَيِّدَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَعْلَمُ الْخَلْقِ قَاطِبَةً بِالْعُلُوْمِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالذَّاتِ وَ الصِّفَاتِ وَ التَّشْرِيْعَاتِ مِنَ الْأَحْكَامِ الْعَمَلِيَّةِ وَ الْحِكَمِ النَّظَرِيَّةِ وَ الْحَقَائِقِ الْحَقَّةِ وَ الْأَسْرَارِ الْخَفِيَّةِ وَ غَيْرِهَا مِنَ الْعُلُوْمِ مَا لَمْ يَصِلْ إِلٰى سُرَادِقَاتِ سَاحَتِهٖ أَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ لَا مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّ لَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ وَّ لَقَدْ أُعْطِيَ عِلْمَ الْأَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَظِيْمًا وَّ لٰكِنْ لَا يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ عِلْمُ كُلِّ جُزْئِيٍّ جُزْئِيٍّ مِّنَ الْأُمُوْرِ الْحَادِثَةِ فِيْ كُلِّ آنٍ مِنْ آوَانِ الزَّمَانِ حَتّٰى تَضُرَّ غَيْبُوْبَةُ بَعْضِهَا عَنْ مُشَاهَدَتِهِ الشَّرِيْفَةِ وَ مَعْرِفَتِهِ الْمُنِيْفَةِ بِأَعْلَمِيَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ وُسْعَتِهٖ فِي الْعُلُوْمِ وَ فَضْلِهٖ فِي الْمَعَارِفِ عَلٰى كَافَّةِ الْأَنَامِ وَ إِنِ اطَّلَعَ عَلَيْهَا بَعْضُ مَنْ سِوَاهُ مِنَ الْخَلَائِقِ وَ الْعِبَادِ كَمَا لَمْ يَضُرَّ بِأَعْلَمِيَّةِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

غَيْبُوْبَتُهُ مَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ الْهُدْهُدُ مِنْ عَجَائِبِ الْحَوَادِثِ حَيْثُ يَقُوْلُ فِي الْقُرْآنِ:
﴿أَحَطتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَأٍ بِنَبَأٍ يَّقِيْنٍ﴾[30]

جواب:

ہم زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرتے ہیں کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، تشریعات یعنی احکامِ عملیہ و حِکَم نظریہ، حقائق حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ کو تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ جانتے ہیں (اور ان چیزوں میں آپ کے علم کی یہ حالت ہے) کہ ان علوم تک کسی مقرب فرشتے کو رسائی حاصل ہے نہ کسی نبی مرسل کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ زمانے کی ہر گھڑی میں پیش آنے والے واقعات میں سے ہر ہر جزوی واقعہ کا بھی آپ کو علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے اوجھل رہے تو علم اور معارف کے اعتبار سے ساری مخلوق میں آپ علیہ السلام کی افضلیت اور وسعت علمی میں کمی آجائے اگرچہ آپ علیہ السلام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔ جیسے وہ عجیب واقعہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام پر مخفی رہا اور ہدہد کو اس سے آگاہی ہوئی تو اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اَعلم ہونے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ذکر فرماتے ہیں (کہ ہدہد نے کہا): ”میں نے ایسی معلومات حاصل کی ہیں جن کا آپ کو علم نہیں ہے اور میں ملکِ سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔“

---

[30] النمل:22

انیسواں سوال

ابلیس لعین کا علم

براہین قاطعہ کی عبارت کی وضاحت

اَلسُّؤَالُ التَّاسِعُ عَشَرَ:

أَ تَرَوْنَ أَنَّ إِبْلِيْسَ اللَّعِيْنَ أَعْلَمُ مِنْ سَيِّدِ الْكَائِنَاتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَوْسَعُ عِلْمًا مِنْهُ مُطْلَقًا؟ وَ هَلْ كَتَبْتُمْ ذٰلِكَ فِيْ تَصْنِيْفٍ؟ مَا تَحْكُمُوْنَ عَلٰى مَنِ اعْتَقَدَ ذٰلِكَ؟

انیسواں سوال:

کیا آپ کا یہ نظریہ ہے کہ شیطان لعین کا علم سید الکائنات علیہ السلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے؟ کیا آپ نے یہ نظریہ اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے؟ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو آپ کے نزدیک اس کا حکم کیا ہے؟

اَلْجَوَابُ:

قَدْ سَبَقَ مِنَّا تَحْرِيْرُ هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَعْلَمُ الْخَلْقِ عَلَى الْإِطْلَاقِ بِالْعُلُوْمِ وَ الْحِكَمِ وَ الْأَسْرَارِ وَ غَيْرِهَا مِنْ مَّلَكُوْتِ الْآفَاقِ وَ نَتَيَقَّنُ أَنَّ مَنْ قَالَ: "إِنَّ فُلَانًا أَعْلَمُ مِنَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ" فَقَدْ كَفَرَ. وَ قَدْ أَفْتٰى مَشَايِخُنَا بِتَكْفِيْرِ مَنْ قَالَ: "إِنَّ إِبْلِيْسَ أَعْلَمُ مِنَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ" فَكَيْفَ يُمْكِنُ أَنْ تُوْجَدَ هٰذِهِ الْمَسْأَلَةُ فِيْ تَأْلِيْفٍ مَّا مِنْ كُتُبِنَا؟

جواب:

یہ مسئلہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ نبی علیہ السلام شریعت کے علوم، اس کی حکمتوں اور کائنات کے اسرار وغیرہ کو تمام مخلوقات سے علی الاطلاق زیادہ جانتے ہیں۔ جو شخص یہ کہے کہ فلاں بندہ نبی علیہ السلام سے بڑا عالم ہے، ہم اس کو بالیقین کافر سمجھتے ہیں اور ہمارے اکابرین اس شخص کے کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یہ کہے کہ شیطان لعین کا علم نبی علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے پھر بھلا ایسا عقیدہ ہماری کسی

کتاب میں کیسے ہو سکتا ہے؟

غَيْرَ أَنَّهُ غَيْبُوْبَةُ بَعْضِ الْحَوَادِثِ الْجُزْئِيَّةِ الْحَقِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعَدَمِ الْتِفَاتِهِ إِلَيْهِ لَا تُوْرِثُ نَقْصًا مَّا فِي أَعْلَمِيَّتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ مَا ثَبَتَ أَنَّهُ أَعْلَمُ الْخَلْقِ بِالْعُلُوْمِ الشَّرِيْفَةِ اللَّائِقَةِ بِمَنْصَبِهِ الْأَعْلٰى كَمَا لَا يُوْرِثُ الْاِطِّلَاعُ عَلٰى اَكْثَرِ تِلْكَ الْحَوَادِثِ الْحَقِيْرَةِ لِشِدَّةِ الْتِفَاتِ إِبْلِيْسَ إِلَيْهَا شَرَفًا وَّ كَمَالًا عِلْمِيًّا فِيْهِ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهَا مَدَارُ الْفَضْلِ وَ الْكَمَالِ وَ مِنْ هٰهُنَا لَا يَصِحُّ أَنْ يُّقَالَ: "إِنَّ إِبْلِيْسَ أَعْلَمُ مِنْ سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ"

ہاں کسی چھوٹے اور معمولی واقعہ کا آپ علیہ السلام سے اس وجہ سے مخفی رہنا کہ آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی، یہ آپ کے اَعلم ہونے میں ذرہ برابر نقصان دہ نہیں ہو سکتا، جبکہ یہ بات بھی ثابت ہو چکی کہ جو علوم آپ علیہ السلام کے منصبِ اعلیٰ کے مناسب ہیں ان میں آپ ساری مخلوق سے بڑے عالم ہیں۔ جس طرح ابلیس کی بہت زیادہ توجہ کی وجہ سے اسے کئی معمولی واقعات کی اطلاع مل جانے سے اسے کوئی فضیلت اور علمی کمال حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسی چیزوں پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے۔ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ "شیطان کا علم ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے" ہرگز درست نہیں۔

كَمَا لَا يَصِحُّ أَنْ يُّقَالَ لِصَبِيٍّ عَلِمَ بَعْضَ الْجُزْئِيَّاتِ: "إِنَّهُ أَعْلَمُ مِنْ عَالِمٍ مُّتَبَحِّرٍ مُّحَقِّقٍ فِي الْعُلُوْمِ وَ الْفُنُوْنِ" الَّذِيْ غَابَتْ عَنْهُ تِلْكَ الْجُزْئِيَّاتُ. وَ لَقَدْ تَلَوْنَا عَلَيْكَ قِصَّةَ الْهُدْهُدِ مَعَ سُلَيْمَانَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَوْلَهُ: "أَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ" وَ دَوَاوِيْنُ الْحَدِيْثِ وَ دَفَاتِرُ التَّفْسِيْرِ مَشْحُوْنَةٌ بِنَظَائِرِهَا الْمُتَكَاثِرَةِ الْمُشْتَهِرَةِ بَيْنَ الْأَنَامِ وَ قَدِ اتَّفَقَ الْحُكَمَاءُ عَلٰى أَنَّ أَفْلَاطُوْنَ وَ جَالِيْنُوْسَ وَ أَمْثَالَهُمَا مِنْ أَعْلَمِ الْأَطِبَّاءِ بِكَيْفِيَّاتِ الْأَدْوِيَةِ

وَأَحْوَالِهَا مَعَ عِلْمِهِمْ أَنَّ دِيْدَانَ النَّجَاسَةِ أَعْرَفُ بِأَحْوَالِ النَّجَاسَةِ وَ ذَوْقِهَا وَ كَيْفِيَّاتِهَا فَلَمْ تَضُرَّ عَدَمُ مَعْرِفَةِ أَفْلَاطُوْنَ وَ جَالِيْنُوْسَ هٰذِهِ الْأَحْوَالَ الرَّدِيَّةَ فِي أَعْلَمِيَّتِهِمَا وَ لَمْ يَرْضَ أَحَدٌ مِّنَ الْعُقَلَاءِ وَ الْحُمْقٰى بِأَنْ يَّقُوْلَ: " إِنَّ الدِّيْدَانَ أَعْلَمُ مِنْ أَفْلَاطُوْنَ مَعَ اَنَّهَا اَوْسَعُ عِلْمًا مِّنْ أَفْلَاطُوْنَ بِأَحْوَالِ النَّجَاسَةِ

[مثال نمبر1] جس طرح اگر کسی بچے کو کوئی خاص واقعہ معلوم ہو جائے تو یہ کہنا درست نہیں کہ اس بچے کا علم فلاں جید محقق عالم سے زیادہ ہے جس کو تمام علوم و فنون تو معلوم ہیں مگر اس واقعہ کا علم نہیں۔

[مثال نمبر2] اور ہم ہدہد کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کر چکے ہیں اور اس کی یہ بات بھی کہ ”میں نے ایسی معلومات حاصل کی ہیں جن کا آپ کو علم نہیں ہے“۔ حدیث اور تفسیر کی کتابیں اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں جو عوام میں بھی بہت مشہور ہیں۔

[مثال نمبر3] نیز حکماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ افلاطون، جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جنہیں دوائیوں کی کیفیات اور احوال کا بہت زیادہ علم ہے جبکہ حکماء یہ بھی جانتے ہیں کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں، ذائقوں اور کیفیات سے زیادہ واقف ہیں۔ تو افلاطون اور جالینوس کا اِن بے وقعت احوال سے واقف نہ ہونا ان کے اَعلم ہونے کو کچھ مضر نہیں اور کوئی عقل مند تو درکنار کوئی احمق بھی یہ نہیں کہے گا کہ کیڑوں کا علم افلاطون کے علم سے زیادہ ہے، حالانکہ یہ بات یقینی ہے کہ کیڑوں کو نجاست کے احوال کا علم افلاطون کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

وَ مُبْتَدِعَةُ دِيَارِنَا يُثْبِتُوْنَ لِلذَّاتِ الشَّرِيْفَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلَيْهَا اَلْفُ اَلْفِ تَحِيَّةٍ وَّ سَلَامٍ جَمِيْعَ عُلُوْمِ الأَسَافِلِ الْأَرَازِلِ وَ الْأَفَاضِلِ الْاَكَابِرِ قَائِلِيْنَ: اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا كَانَ أَفْضَلَ الْخَلْقِ كَافَّةً فَلَا بُدَّ أَنْ يَّحْتَوِيَ عَلٰى عُلُوْمِهِمْ

جَمِيْعِهَا كُلِّ جُزْئِيٍّ جُزْئِيٍّ وَ كُلِّيٍّ كُلِّيٍّ " وَ نَحْنُ أَنْكَرْنَا إِثْبَاتَ هٰذَا الْأَمْرِ بِهٰذَا الْقِيَاسِ الْفَاسِدِ بِغَيْرِ نَصٍّ مِّنَ النُّصُوْصِ الْمُعْتَدَّةِ بِهَا أَلَا تَرٰى أَنَّ كُلَّ مُؤْمِنٍ أَفْضَلُ وَ أَشْرَفُ مِنْ إِبْلِيْسَ فَيَلْزَمُ عَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ أَنْ يَكُوْنَ كُلُّ شَخْصٍ مِّنْ آحَادِ الْأُمَّةِ حَاوِيًّا عَلٰى عُلُوْمِ إِبْلِيْسَ وَ يَلْزَمُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَالِمًا بِمَا عَلِمَهُ الْهُدْهُدُ وَ أَنْ يَّكُوْنَ أَفْلَاطُوْنُ وَ جَالِيْنُوْسُ عَارِفِيْنَ بِجَمِيْعِ مَعَارِفِ الدِّيْدَانِ وَاللَّوَازِمُ بَاطِلَةٌ بِأَسْرِهَا كَمَا هُوَ الْمُشَاهَدُ وَ هٰذَا خُلَاصَةُ مَا قُلْنَاهُ فِي الْبَرَاهِيْنِ الْقَاطِعَةِ لِعُرُوْقِ الْأَغْبِيَاءِ الْمَارِقِيْنَ الْقَاصِمَةِ لِأَعْنَاقِ الدَّجَاجِلَةِ الْمُفْتَرِيْنَ۔

ہمارے ملک کے اہلِ بدعت نبی کریم علیہ السلام کی ذات بابرکات کے لیے عمدہ و اسفل اور اعلیٰ و ادنیٰ ہر قسم کے علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ چونکہ آپ علیہ السلام تمام مخلوق سے افضل ہیں اس لیے لازمی بات ہے کہ آپ علیہ السلام کو ساری مخلوق کے علوم چاہے جزئی ہوں یا کلی، معلوم ہوں گے۔ ہم نے اس علمِ کلی و جزئی کے ثبوت کا محض اس وجہ سے انکار کیا کہ اس کی بنیاد محض قیاسِ فاسد پر ہے، کوئی معتبر نص اس پر موجود نہیں۔ ذرا غور فرمایئے! کہ ہر مسلمان شیطان لعین سے افضل و اشرف ہے تو اس قیاس سے لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو، یہ بھی لازم آئے گا کہ حضرت سلیمان بھی اس واقعہ کو جانتے ہوں جس کا علم ہدہد کو تھا اور یہ کہ افلاطون اور جالینوس بھی ان معلومات سے واقف ہوں جو کیڑوں کو حاصل ہیں۔ غرض یہ سارے لازم باطل ہیں جیسا کہ مشاہدہ سے یہ بات واضح ہے۔ یہ ”براہین قاطعہ“ کی عبارت کا خلاصہ ہے جس نے کند ذہن بددینوں کی رگیں کاٹ ڈالیں اور دجال و بہتان باز لوگوں کی گردنیں توڑ کر رکھ دیں۔

فَلَمْ يَكُنْ بَحْثُنَا فِيْهِ إِلَّا عَنْ بَعْضِ الْجُزْئِيَّاتِ الْمُسْتَحْدَثَةِ وَ مِنْ أَجْلِ

ذٰلِكَ أَتَيْنَا فِيْهِ بِلَفْظِ الْإِشَارَةِ حَتّٰى تَدُلَّ أَنَّ الْمَقْصُوْدَ بِالنَّفْيِ وَ الْإِثْبَاتِ هُنَالِكَ تِلْكَ الْجُزْئِيَّاتِ لَا غَيْرَ لٰكِنَّ الْمُفْسِدِيْنَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلَامَ وَ لَا يَخَافُوْنَ مُحَاسَبَةَ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ وَ إِنَّا جَازِمُوْنَ أَنَّ مَنْ قَالَ: "إِنَّ فُلَانًا أَعْلَمُ مِنَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ" فَهُوَ كَافِرٌ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ عُلَمَآئِنَا الْكِرَامِ وَ مَنِ افْتَرٰى عَلَيْنَا بِغَيْرِ مَا ذَكَرْنَاهُ فَعَلَيْهِ بِالْبُرْهَانِ خَائِفًا عَنْ مُنَاقَشَةِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ وَ اللهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ.

چنانچہ براہین قاطعہ میں ہماری بحث صرف بعض جزئی واقعات کے متعلق تھی اس لیے ہم اس میں اشارہ کا لفظ لائے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات ہیں، دیگر تمام علوم نہیں لیکن مفسدین کی عادت ہے کہ وہ کلام میں تحریف کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کے سامنے محاسبہ سے نہیں ڈرتے۔ نیز ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس بات کا قائل ہو کہ فلاں شخص کا علم نبی علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے، تو وہ یقیناً کافر ہے جیسا کہ اس کی صراحت ہمارے کئی علماء کرام کر چکے ہیں۔ تو جو شخص ہمارے اس بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے تو اس پر لازم ہے کہ مالکِ روزِ جزاء سے ڈرتے ہوئے دلیل بھی بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قول پر وکیل ہے۔

بیسواں سوال

حفظ الایمان کی عبارت پر شبہ کا جواب

اَلسُّؤَالُ الْعِشْرُوْنَ:

أَ تَعْتَقِدُوْنَ أَنَّ عِلْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُسَاوِيْ عِلْمَ زَيْدٍ وَ بَكْرٍ وَ بَهَائِمَ أَمْ تَتَبَرَّؤُوْنَ عَنْ أَمْثَالِ هٰذَا؟ وَ هَلْ كَتَبَ الشَّيْخُ اَشْرَفُ عَلِي التَّهَانَوِيُّ فِيْ رِسَالَتِهٖ "حِفْظِ الْإِيْمَانِ" هٰذَا الْمَضْمُوْنَ أَمْ لَا؟ وَ بِمَ تَحْكُمُوْنَ عَلٰى مَنِ اعْتَقَدَ ذٰلِكَ؟

بیسواں سوال:

کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید، بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے؟ یا اس قسم کے غلط نظریات سے آپ بری ہیں؟ اور کیا شیخ اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ ”حفظ الایمان“ میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے آپ کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے؟

اَلْجَوَابُ:

أَقُوْلُ وَ هٰذَا أَيْضًا مِّنَ افْتِرَاءَاتِ الْمُبْتَدِعِيْنَ وَ أَكَاذِيْبِهِمْ قَدْ حَرَّفُوْا مَعْنَى الْكَلَامِ وَ أَظْهَرُوْا بِحِقْدِهِمْ خِلَافَ مُرَادِ الشَّيْخِ مُدَّ ظِلُّهٗ فَقَاتَلَهُمُ اللهُ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ قَالَ الشَّيْخُ الْعَلَّامَةُ التَّهَانَوِيُّ فِيْ رِسَالَتِهِ الْمُسَمَّاةِ بِحِفْظِ الْإِيْمَانِ وَ هِيَ رِسَالَةٌ صَغِيْرَةٌ أَجَابَ فِيْهَا عَنْ ثَلَاثَةٍ سُئِلَ عَنْهَا. الْأُوْلٰى مِنْهَا فِي السَّجْدَةِ التَّعْظِيْمِيَّةِ لِلْقُبُوْرِ وَ الثَّانِيَّةُ فِي الطَّوَافِ بِالْقُبُوْرِ وَ الثَّالِثَةُ فِيْ إِطْلَاقِ لَفْظِ "عَالِمِ الْغَيْبِ" عَلٰى سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

جواب:

میں کہتا ہوں کہ یہ بات بھی اہل بدعت کا ایک بہتان اور جھوٹ ہے کہ ان لوگوں نے کلام کے معنی بدل ڈالے اور کینہ و بغض کی بناء پر حضرت تھانوی مدظلہ کی مراد کے خلاف ظاہر کیا۔ اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے، یہ کہاں پلٹے جارہے ہیں!

اصل بات یہ ہے کہ شیخ علامہ تھانوی نے ایک چھوٹے سے رسالہ ”حفظ الایمان“ میں تین سوالوں کے جوابات دیے ہیں جو آپ سے پوچھے گئے تھے: پہلا سوال قبروں کو سجدہ تعظیمی کرنے سے متعلق تھا، دوسرا سوال قبروں کا طواف کرنے سے متعلق تھا اور تیسرا سوال یہ تھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ”عالم الغیب“ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

فَقَالَ الشَّيۡخُ مَا حَاصِلُهُ: إِنَّهُ لَايَجُوۡزُ هٰذَا الۡإِطۡلَاقُ- وَ إِنۡ كَانَ بِتَأۡوِيۡلٍ- لِكَوۡنِهٖ مُوۡهِمًا بِالشِّرۡكِ كَمَا مُنِعَ مِنۡ إِطۡلَاقِ قَوۡلِهِمۡ "رَاعِنَا" فِي الۡقُرۡآنِ وَ مِنۡ قَوۡلِهِمۡ "عَبۡدِيۡ" وَ "اَمَتِيۡ" فِي الۡحَدِيۡثِ - أَخۡرَجَهُ مُسۡلِمٌ فِي صَحِيۡحِهٖ- فَإِنَّ الۡغَيۡبَ الۡمُطۡلَقَ فِي الۡإِطۡلَاقَاتِ الشَّرۡعِيَّةِ مَا لَمۡ يَقُمۡ عَلَيۡهِ دَلِيۡلٌ وَّ لَا إِلٰى دَرۡكِهٖ وَ سِيۡلَةٌ وَّ سَبِيۡلٌ فَعَلٰى هٰذَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿قُلۡ لَا يَعۡلَمُ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الۡأَرۡضِ الۡغَيۡبَ إِلَّا اللهُ﴾[31] ﴿وَ لَوۡ كُنۡتُ أَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ لَاسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَيۡرِ﴾[32] وَ غَيۡرَ ذٰلِكَ مِنَ الۡآيَاتِ

شیخ تھانوی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ”عالم الغیب“ کہنا جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ اس میں شرک کا وہم ہوتا ہے جیسا کہ اسی وہم کی وجہ سے قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ”رَاعِنَا“ کہنے سے اور صحیح مسلم کی حدیث میں غلام اور باندی کو ”عَبۡدِيۡ“ اور ”اَمَتِيۡ“ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اصطلاحِ شریعت میں مطلق غیب وہی ہوتا ہے جس پہ کوئی دلیل نہ ہو اور وہ بغیر کسی واسطہ و وسیلہ کے حاصل ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے پیغمبر! کہہ دو کہ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کسی کو بھی غیب کا علم نہیں ہے“

---

[31] النمل:65

[32] الاعراف:188

نیز ارشاد ہے کہ: ”اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں خوب بھلائیاں جمع کرلیتا۔“ اس کے علاوہ اور کئی آیات موجود ہیں۔

وَ لَوْ جُوِّزَ ذٰلِكَ بِتَأْوِيْلٍ يَلْزَمُ أَنْ يَّجُوْزَ إِطْلَاقُ الْخَالِقِ وَالرَّازِقِ وَ الْمَالِكِ وَ الْمَعْبُوْدِ وَ غَيْرِهَا مِنْ صِفَاتِ اللهِ تَعَالٰى الْمُخْتَصَّةِ بِذَاتِهٖ تَعَالٰى وَ تَقَدَّسَ عَلَى الْمَخْلُوْقِ بِذٰلِكَ التَّأْوِيْلِ وَ أَيْضًا يَلْزَمُ عَلَيْهِ أَنْ يَصِحَّ نَفْيُ إِطْلَاقِ لَفْظِ "عَالِمِ الْغَيْبِ" عَنِ اللهِ تَعَالٰى بِالتَّأْوِيْلِ الْآخَرِ فَإِنَّهٗ تَعَالٰى لَيْسَ عَالِمَ الْغَيْبِ بِالْوَاسِطَةِ وَ الْعَرَضِ، فَهَلْ يَأْذَنُ فِيْ نَفْيِهٖ عَاقِلٌ مُّتَدَيِّنٌ حَاشَا وَ كَلَّا۔

نیز اگر کسی تاویل کے ذریعے آپ علیہ السلام کو عالم الغیب کہنا جائز سمجھا جائے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ مخصوصہ مثلاً خالق، رازق، مالک، معبود وغیرہ کا اطلاق بھی اسی تاویل کے ذریعے مخلوق پر صحیح ہو۔ نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے عالم الغیب ہونے کی نفی کرنا درست ہو اور وہ تاویل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب نہیں۔ تو کیا کوئی عقلمند دیندار شخص اس تاویل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کی نفی کو جائز کہہ سکتا ہے؟ اللہ کی پناہ، ہرگز نہیں۔

ثُمَّ لَوْ صَحَّ هٰذَا الْإِطْلَاقُ عَلٰى ذَاتِهِ الْمُقَدَّسَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلٰى قَوْلِ السَّائِلِ فَنَسْتَفْسِرُ مِنْهُ: مَاذَا أَرَادَ بِهٰذَا الْغَيْبِ؟ هَلْ أَرَادَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ أَفْرَادِ الْغَيْبِ أَوْ بَعْضَهٗ أَيَّ بَعْضٍ كَانَ فَإِنْ أَرَادَ بَعْضَ الْغُيُوْبِ فَلَا اخْتِصَاصَ لَهٗ بِحَضْرَةِ الرِّسَالَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَإِنَّ عِلْمَ بَعْضِ الْغُيُوْبِ -وَ إِنْ كَانَ قَلِيْلًا- حَاصِلٌ لِزَيْدٍ وَ عَمْرٍو بَلْ لِّكُلِّ صَبِيٍّ وَ مَجْنُوْنٍ بَلْ لِّجَمِيْعِ الْحَيْوَانَاتِ وَ الْبَهَائِمِ لِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ يَعْلَمُ شَيْئًا لَّا يَعْلَمُ الْآخَرُ وَ يَخْفٰى عَلَيْهِ فَلَوْ جَوَّزَ السَّائِلُ إِطْلَاقَ عَالِمِ الْغَيْبِ عَلٰى أَحَدٍ لِّعِلْمِهٖ بَعْضَ الْغُيُوْبِ يَلْزَمُ عَلَيْهِ اَنْ يُّجَوِّزَ إِطْلَاقَهٗ عَلٰى سَائِرِ الْمَذْكُوْرَاتِ وَ لَوِ الْتَزَمَ ذٰلِكَ

لَمْ يَبْقَ مِنْ كَمَالَاتِ النُّبُوَّةِ لِأَنَّهُ يَشْرُكُ فِيْهِ سَائِرُهُمْ وَلَوْ لَمْ يَلْتَزِمْ طُوْلِبَ بِالْفَارِقِ وَلَنْ يَّجِدَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا اِنْتَهٰى كَلَامُ الشَّيْخِ التَّهَانَوِيْ۔

پھر یہ کہ اگر بقولِ سائل حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہنا درست ہے تو ہمارا اس سے سوال یہ ہے کہ اس غیب سے آپ کی مراد کیا ہے؟ یعنی غیب کی ہر ہر چیز کا علم یا بعض مغیبات کا علم چاہے وہ جو بھی ہوں۔ اگر بعض غیب مراد ہو تو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تو باقی نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو زید، عمرو بلکہ ہر بچے اور دیوانے بلکہ تمام حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوتی۔ تو اگر سائل کے نزدیک بعض غیب جاننے کی وجہ سے کسی کو عالم الغیب کہنا جائز ہے تو لازم آتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا تمام چیزوں پر عالم الغیب کے اطلاق کو جائز قرار دے۔ اور اگر سائل اس اطلاق کو درست سمجھتا ہے تو پھر "عالم الغیب" ہونا حضور علیہ السلام کے کمالاتِ نبوت میں سے نہ رہے گا کیونکہ اس صفت میں سب شریک ہو جائیں گے اور اگر سائل اس اِطلاق کو درست نہیں سمجھتا تو پوچھا جائے گا کہ اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ یقیناً سائل کبھی بھی وجہ فرق بیان نہ کر سکے گا۔ شیخ تھانوی کا کلام مکمل ہوا۔

فَانْظُرُوْا - يَرْحَمُكُمُ اللهُ- فِيْ كَلَامِ الشَّيْخِ لَنْ تَجِدُوْا مِمَّا كَذَبَ الْمُبْتَدِعُوْنَ مِنْ أَثَرٍ فَحَاشَا أَنْ يَّدَّعِيَ أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُسَاوَاةَ بَيْنَ عِلْمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِلْمِ زَيْدٍ وَّبَكْرٍ وَّبَهَائِمَ بَلِ الشَّيْخُ يَحْكُمُ بِطَرِيْقِ الْإِلْزَامِ عَلٰى مَنْ يَّدَّعِيْ جَوَازَ إِطْلَاقِ عَالِمِ الْغَيْبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِلْمِهٖ بَعْضَ الْغُيُوْبِ أَنَّهُ يَلْزَمُ عَلَيْهِ أَنْ يُّجَوِّزَ إِطْلَاقَهٗ عَلٰى جَمِيْعِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ.

محترم قارئین! -اللہ آپ پر رحم کرے- آپ شیخ تھانوی کا کلام ملاحظہ فرمائیں، اس میں اہلِ بدعت کے جھوٹ کا نشان تک آپ کو نہ ملے گا -اللہ کی پناہ- یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو زید، بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر سمجھے بلکہ شیخ تھانوی تو الزامی طور پہ فرما رہے ہیں کہ جو آدمی بعض غیب جاننے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا جائز سمجھتا ہے تو اس پر لازم آتا ہے کہ وہ تمام انسانوں اور چوپاؤں کو عالم الغیب کہنا بھی جائز سمجھے۔

فَأَيْنَ هٰذَا مِنْ مُّسَاوَاةِ الْعِلْمِ الَّتِي يَفْتَرُوْنَهَا عَلَيْهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَ نَتَيَقَّنُ بِأَنَّ مُعْتَقِدَ مُسَاوَاةِ عِلْمِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ زَيْدٍ وَّ بَكْرٍ وَّ بَهَائِمَ وَ مَجَانِيْنَ كَافِرٌ قَطْعًا وَّ حَاشَا الشَّيْخِ دَامَ مَجْدُهٗ اَنْ يَّتَفَوَّهَ بِهٰذَا وَ اِنَّهٗ لَمِنْ عَجَبِ الْعَجَائِبِ.

کہاں یہ اصل حقیقت اور کہاں وہ علمی برابری جس کا بہتان اہلِ بدعت نے حضرت تھانوی پر باندھا ہے، جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔ ہمارا تو پختہ یقین ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کے علم کو زید، بکر، چوپاؤں اور مجنونوں کے علم کے برابر سمجھے وہ قطعی طور پر کافر ہے۔ خدا کی پناہ کہ شیخ تھانوی دام مجدہ ایسی بے ہودہ بات فرمائیں۔ یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

اکیسواں سوال

ولادت مبارکہ کا تذکرہ

اَلسُّؤَالُ الْوَاحِدُ وَ الْعِشْرُوْنَ:

أَ تَقُوْلُوْنَ إِنَّ ذِكْرَ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُسْتَقْبَحٌ شَرْعًا مِّنَ الْبِدْعَاتِ السَّيِّئَةِ الْمُحَرَّمَةِ أَمْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟

اکیسواں سوال:

کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا تذکرہ شرعاً قبیح، بدعت سیئہ و حرام ہے؟ یا آپ کا نظریہ کچھ اور ہے؟

اَلْجَوَابُ:

حَاشَا أَنْ يَّقُوْلَ أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضْلًا أَنْ نَّقُوْلَ نَحْنُ إِنَّ ذِكْرَ وِلَادَتِهِ الشَّرِيْفَةِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بَلْ وَ ذِكْرَ غُبَارِ نِعَالِهٖ وَ بَوْلِ حِمَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُسْتَقْبَحٌ مِّنَ الْبِدْعَاتِ السَّيِّئَةِ الْمُحَرَّمَةِ فَالْأَحْوَالُ الَّتِيْ لَهَا أَدْنٰى تَعَلُّقٍ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذِكْرُهَا مِنْ أَحَبِّ الْمَنْدُوْبَاتِ وَ أَعْلَى الْمُسْتَحَبَّاتِ عِنْدَنَا سَوَآءٌ كَانَ ذِكْرُ وِلَادَتِهِ الشَّرِيْفَةِ أَوْ ذِكْرُ بَوْلِهٖ وَ بَرَازِهٖ وَ قِيَامِهٖ وَ قُعُوْدِهٖ وَ نَوْمِهٖ وَ نَبْهَتِهٖ كَمَا هُوَ مُصَرَّحٌ فِيْ رِسَالَتِنَا الْمُسَمَّاةِ بِالْبَرَاهِيْنِ الْقَاطِعَةِ فِيْ مَوَاضِعَ شَتّٰى مِنْهَا وَ فِيْ فَتَاوٰى مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى كَمَا فِيْ فَتَاوٰى مَوْلَانَا الْمُحَدِّثِ السَّهَارَنْفُوْرِيِّ تِلْمِيْذِ الشَّاهْ مُحَمَّدْ إِسْحَاقَ الدِّهْلَوِيِّ ثُمَّ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ نَنْقُلُهٗ مُتَرْجَمًا لِتَكُوْنَ نُمُوْنَةً عَنِ الْجَمِيْعِ ۔

جواب:

خدا کی پناہ! ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہہ سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر بلکہ آپ کے نعلین کے غبار اور سواری کے بول کا تذکرہ قبیح، بدعت سیئہ یا حرام ہے بلکہ ہمارا نظریہ تو یہ ہے کہ وہ تمام احوال جن کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے ادنیٰ سا تعلق بھی ہے ان کا تذکرہ کرنا

ہمارے نزدیک انتہائی پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول وبراز، نشست وبرخاست اور بیداری وخواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہماری کتاب "براہین قاطعہ" میں کئی مقامات پر صراحتاً موجود ہے اور ہمارے مشائخ کے فتاویٰ مثلاً مولانا احمد علی سہارنپوری شاگرد رشید شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم الہاجر المکی کے فتاویٰ میں مذکور ہے۔ ہم اس جگہ مولانا احمد علی سہارنپوری علیہ الرحمۃ کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر کے نقل کرتے ہیں تاکہ پتہ چل جائے کہ اس بارے میں ہمارے اسلاف کا کیا عقیدہ ہے۔

سُئِلَ هُوَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى عَنْ مَجْلِسِ الْمِيْلَادِ بِأَيِّ طَرِيْقٍ يَّجُوْزُ وَ بِأَيِّ طَرِيْقٍ لَّا يَجُوْزُ؟

فَأَجَابَ بِأَنَّ ذِكْرَ الْوِلَادَةِ الشَّرِيْفَةِ لِسَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِرِوَايَاتٍ صَحِيْحَةٍ فِيْ أَوْقَاتٍ خَالِيَةٍ عَنْ وَظَائِفِ الْعِبَادَاتِ الْوَاجِبَةِ وَ بِكَيْفِيَّاتٍ لَّمْ تَكُنْ مُخَالِفَةً عَنْ طَرِيْقَةِ الصَّحَابَةِ وَ أَهْلِ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهَا بِالْخَيْرِ وَ بِالْاِعْتِقَادَاتِ الَّتِيْ غَيْرُ مُوْهِمَةٍ بِالشِّرْكِ وَالْبِدْعَةِ وَ بِالْآدَابِ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مُخَالِفَةً عَنْ سِيْرَةِ الصَّحَابَةِ الَّتِيْ هِيَ مِصْدَاقُ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ "مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ[33] وَفِيْ مَجَالِسَ خَالِيَةٍ عَنِ الْمُنْكَرَاتِ الشَّرْعِيَّةِ مُوْجِبٌ لِّلْخَيْرِ وَ الْبَرَكَةِ بِشَرْطِ أَنْ يَّكُوْنَ مَقْرُوْنًا بِصِدْقِ النِّيَّةِ وَ الْإِخْلَاصِ وَ اعْتِقَادِ كَوْنِهٖ دَاخِلًا فِيْ جُمْلَةِ الْأَذْكَارِ الْحَسَنَةِ الْمَنْدُوْبَةِ غَيْرِ مُقَيَّدٍ بِوَقْتٍ مِّنَ الْأَوْقَاتِ فَإِذَا كَانَ كَذٰلِكَ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يَّحْكُمَ عَلَيْهِ بِكَوْنِهٖ غَيْرَ مَشْرُوْعٍ أَوْ بِدْعَةٍ إِلٰى آخِرِ الْفَتْوٰى۔

مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے تذکرہ کی

---

[33] جامع الترمذی: باب ماجاء فی افتراق الامۃ

مجلس کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کس طریقے سے جائز ہے اور کس طریقے سے ناجائز؟ تو مولانا نے جواب دیا: ”سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر خیر وبرکت کا باعث ہے جبکہ صحیح روایات کو ایسے اوقات میں بیان کیا جائے جن میں کوئی عبادت واجب نہ ہو، ان کیفیات کے ساتھ ہو جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان اہل قرونِ ثلاثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں جس کے خیر ہونے کی گواہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، ایسے عقائد کا بیان ہو جن سے شرک اور بدعت کا خدشہ نہ ہو، ان آداب کو بجالایا جائے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ”مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي“ کی مصداق ہے اور یہ مجالس منکرات شرعیہ سے پاک بھی ہوں بشرطیکہ ذکرِ ولادت صدقِ نیت، اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جائے کہ یہ بھی جملہ اذکار حسنہ میں سے ایک ذکر حسن ہے جو کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص نہیں۔ جب ذکرِ ولادت اس طرح ہو گا تو ہمارے خیال میں کوئی مسلمان بھی اس کے غیر مشروع یا بدعت ہونے کا فتوی نہ دے گا۔“ الخ

فَعُلِمَ مِنْ هٰذَا أَنَّا لَا نُنْكِرُ ذِكْرَ وِلَادَتِهِ الشَّرِيْفَةِ بَلْ نُنْكِرُ عَلَى الْأُمُوْرِ الْمُنْكَرَةِ الَّتِي انْضَمَّتْ مَعَهَا كَمَا شَفَتُّمُوْهَا فِي الْمَجَالِسِ الْمَوْلُوْدِيَّةِ الَّتِيْ فِي الْهِنْدِ مِنْ ذِكْرِ الرِّوَايَاتِ الْوَاهِيَّةِ وَالْمَوْضُوْعَةِ وَ اخْتِلَاطِ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَ الْإِسْرَافِ فِي إِيْقَادِ الشُّمُوْعِ وَ التَّزْيِيْنَاتِ وَ اعْتِقَادِ كَوْنِهٖ وَاجِبًا بِالطَّعْنِ وَ السَّبِّ وَ التَّكْفِيْرِ عَلٰى مَنْ لَمْ يَحْضُرْ مَعَهُمْ مَجْلِسَهُمْ وَ غَيْرِهَا مِنَ الْمُنْكَرَاتِ الشَّرْعِيَّةِ الَّتِيْ لَا يَكَادُ يُوْجَدُ خَالِيًا مِنْهَا فَلَوْ خَلَا مِنَ الْمُنْكَرَاتِ حَاشَا أَنْ نَّقُوْلَ إِنَّ ذِكْرَ الْوِلَادَةِ الشَّرِيْفَةِ مُنْكَرٌ وَّبِدْعَةٌ۔

وَ كَيْفَ يُظَنُّ بِمُسْلِمٍ هٰذَا الْقَوْلُ الشَّنِيْعُ فَهٰذَا الْقَوْلُ عَلَيْنَا أَيْضًا

مِّنَ افْتِرَاءَاتِ الْمَلَاحِدَةِ الدَّجَّالِيْنَ الْكَذَّابِيْنَ- خَذَلَهُمُ اللهُ تَعَالٰى بَرًّا وَّ بَحْرًا وَّ سَهْلًا وَّ جَبَلًا.

اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ ہم حضور علیہ السلام کی ولادت شریفہ کے تذکرہ کے منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس طرح کی مجالس میں شامل ہو گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کی مجالسِ مولود میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ موضوع اور من گھڑت روایات بیان کی جاتی ہیں، مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، چراغاں اور دوسری زیب و زینت پر فضول خرچی کی جاتی ہے، اس مجلس کو واجب سمجھا جاتا ہے اور جو شخص اس میں شریک نہ ہو اس پہ طعنے کَس کے کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار منکرات ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس خالی ہو۔ اگر کسی مجلس میں یہ منکرات نہ ہوں تو اللہ کی پناہ کہ ہم یوں کہیں کہ ولادت شریفہ کا ذکر کرنا ناجائز اور بدعت ہے۔

نیز کسی مسلمان کے بارے میں کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ اس نے ایسی بری بات کی ہے؟ خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات بھی جھوٹے ملحد دجال لوگوں کی طرف سے ہم پر بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو رسوا کرے اور خشکی و تری اور نرم و سخت زمین میں ان پر غضب فرمائے۔

بائیسواں سوال

مجلس مولود کا حکم

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ وَ الْعِشْرُوْنَ:

هَلْ ذَكَرْتُمْ فِي رِسَالَةٍ مَّا أَنَّ ذِكْرَ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَجَنَمْ اَشْتَمِيْ "كَنْهَيَّا" اَمْ لَا؟

بائیسواں سوال:

کیا آپ نے کسی رسالہ میں یہ لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا تذکرہ کنھیا کے جنم اسٹمی کی طرح ہے یا نہیں لکھا؟

اَلْجَوَابُ:

هٰذَا أَيْضًا مِّنَ افْتِرَاءَاتِ الدَّجَّالَةِ الْمُبْتَدِعِيْنَ عَلَيْنَا وَ عَلٰى اَكَابِرِنَا وَ قَدْ بَيَّنَّا سَابِقًا أَنَّ ذِكْرَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ أَحْسَنِ الْمَنْدُوْبَاتِ وَ أَفْضَلِ الْمُسْتَحَبَّاتِ فَكَيْفَ يُظَنُّ بِمُسْلِمٍ أَنْ يَّقُوْلَ۔ مَعَاذَ اللّٰهِ۔ اِنَّ ذِكْرَ الْوِلَادَةِ الشَّرِيْفَةِ مُشَابِهٌ بِفِعْلِ الْكُفَّارِ وَ إِنَّمَا اخْتَرَعُوْا هٰذِهِ الْفِرْيَّةَ عن عِبَارَةِ مَوْلَانَا الْجَنْجُوْهِيْ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهُ الْعَزِيْزَ الَّتِي نَقَلْنَاهَا فِي الْبَرَاهِيْنِ عَلٰى صَفْحَةِ (141) وَ حَاشَا الشَّيْخِ أَنْ يَّتَكَلَّمَ بِمِثْلِهٖ وَ مُرَادُهٗ بَعِيْدٌ بِمَرَاحِلَ عَمَّا نَسَبُوْا إِلَيْهِ كَمَا سَيَظْهَرُ عَنْ مَّا نَذْكُرُهُ وَ هِيَ تُنَادِيْ بِأَعْلٰى نِدَاءٍ أَنَّ مَنْ نَسَبَ إِلَيْهِ مَا ذَكَرُوْهُ كَذَّابٌ مُّفْتَرٍ۔

جواب:

یہ بھی دجال قسم کے اہل بدعت کا ہم پر اور ہمارے اکابرین پر بہتان ہے۔ ہم پہلے یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ آپ علیہ السلام کا ذکرِ خیر نہایت پسندیدہ اور افضل ترین مستحب ہے۔ پھر کسی مسلمان کے متعلق یہ کیسے خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ آپ کی ولادت شریفہ کے تذکرہ کو کفار کے فعل سے تشبیہ دے معاذاللہ۔ اہل بدعت نے یہ جھوٹ مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ کی اس عبارت کا غلط مطلب بیان کر کے گھڑا ہے

جسے ہم نے براہین قاطعہ کے صفحہ 141 پہ نقل کیا ہے۔ خدا کی پناہ کہ حضرت گنگوہی ایسی بات فرمائیں۔ آپ رحمہ اللہ کی مراد اس سے کوسوں دور ہے جو اہلِ بدعت نے آپ کی طرف منسوب کی ہے جیسا کہ ابھی ہماری وضاحت سے معلوم ہو جائے گا اور حقیقتِ حال پکار اٹھے گی کہ جس نے اس مضمون کی نسبت حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ کی طرف کی ہے وہ پرلے درجے کا جھوٹا اور بہتان تراش ہے۔

وَحَاصِلُ مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى فِي مَبْحَثِ الْقِيَامِ عِنْدَ ذِكْرِ الْوِلَادَةِ الشَّرِيْفَةِ اَنَّ مَنِ اعْتَقَدَ قُدُوْمَ رُوْحِهِ الشَّرِيْفَةِ مِنْ عَالَمِ الْأَرْوَاحِ إِلٰى عَالَمِ الشَّهَادَةِ وَ تَيَقَّنَ بِنَفْسِ الْوِلَادَةِ الْمُنِيْفَةِ فِي الْمَجْلِسِ الْمَوْلُوْدِيَّةِ فَعَامَلَ مَا كَانَ وَاجِبًا فِي سَاعَةِ الْوِلَادَةِ الْمَاضِيَّةِ الْحَقِيْقِيَّةِ فَهُوَ مُخْطِئٌ مُّتَشَبِّهٌ بِالْمَجُوْسِ فِي اعْتِقَادِهِمْ تُوْلَدُ مَعْبُوْدُهُمُ الْمَعْرُوْفُ (بِكَنْهَيَّا) كُلَّ سَنَةٍ وَّ مُعَامَلَتِهِمْ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَا عُوْمِلَ بِهٖ وَقْتَ وِلَادَتِهِ الْحَقِيْقِيَّةِ أَوْ مُتَشَبِّهٌ بِرَوَافِضِ الْهِنْدِ فِي مُعَامَلَتِهِمْ بِسَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ وَ اَتْبَاعِهٖ مِنْ شُهَدَاءِ كَرْبَلَا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ حَيْثُ يَأْتُوْنَ بِحِكَايَةِ جَمِيْعِ مَا فُعِلَ مَعَهُمْ فِي كَرْبَلَا يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ قَوْلًا وَّ فِعْلًا فَيَبْنُوْنَ النَّعْشَ وَ الْكَفَنَ وَ الْقُبُوْرَ وَ يَدْفِنُوْنَ فِيْهَا وَ يَظْهَرُوْنَ أَعْلَامَ الْحَرْبِ وَ الْقِتَالِ وَ يَصْبِغُوْنَ الثِّيَابَ بِالدِّمَاءِ وَ يَنُوْحُوْنَ عَلَيْهَا وَ أَمْثَالُ ذٰلِكَ مِنَ الْخُرَافَاتِ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ شَاهَدَ أَحْوَالَهُمْ فِي هٰذِهِ الدِّيَارِ۔

حضرت گنگوہی نے آپ علیہ السلام کی ولادت کے تذکرہ کے وقت قیام کی بحث میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ ولادت شریفہ کے تذکرہ کے وقت آپ کی روح مبارک عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف آتی ہے اور وہ شخص مجلس مولود میں آپ علیہ السلام کی نفسِ ولادت کے وقوع کا یقین

رکھتے ہوئے وہ کام کرے جو حقیقی ولادت کے گزشتہ موقع پر کرنا ضروری تھا تو یہ شخص غلطی پر ہے کہ یا تو ہندوستانی مجوسیوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا معبود یعنی ”کنھیا“ ہر سال پیدا ہوتا ہے اور یہ لوگ اس دن وہی کام کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقی ولادت کے وقت کیے جاتے یا یہ شخص اس معاملہ میں روافض اہلِ ہند کی مشابہت اختیار کرتا ہے جو یہ لوگ سیدنا حسین اور ان کے متبعین شہداء کربلاء رضی اللہ عنہم اجمعین کی یاد میں کرتے ہیں کہ ان ساری باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو عاشوراء کے دن میدانِ کربلا میں ان حضرات کے ساتھ قولاً و فعلاً پیش آئے۔ چنانچہ یہ لوگ لاش بناتے، کفن دیتے، قبر بنا کر اس میں دفناتے، جنگ و قتال کے جھنڈے اٹھاتے، کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پر نوحہ کرتے ہیں۔ اسی طرح کی دیگر خرافات ہوتی ہیں کہ جس شخص نے ہمارے ملک میں ان کی یہ حالت دیکھی ہے اس پر یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔

وَ نَصُّ عِبَارَتِهِ الْمُعَرَّبَةِ هٰكَذَا: "وَ أَمَّا تَوْجِيْهُهُ (أَيِ الْقِيَامِ) بِقُدُوْمِ رُوْحِهِ الشَّرِيْفَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ عَالَمِ الْأَرْوَاحِ إِلٰى عَالَمِ الشَّهَادَةِ فَيَقُوْمُوْنَ تَعْظِيْمًا لَّهُ فَهٰذَا أَيْضًا مِّنْ حِمَاقَاتِهِمْ لِأَنَّ هٰذَا الْوَجْهَ يَقْتَضِي الْقِيَامَ عِنْدَ تَحَقُّقِ نَفْسِ الْوِلَادَةِ الشَّرِيْفَةِ وَ مَتٰى تَتَكَرَّرَ الوِلَادَةُ فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ؟ فَهٰذِهِ الْإِعَادَةُ لِلْوِلَادَةِ الشَّرِيْفَةِ مُمَاثِلَةٌ بِفِعْلِ مَجُوْسِ الْهِنْدِ حَيْثُ يَأْتُوْنَ بِعَيْنِ حِكَايَةِ وِلَادَةِ مَعْبُوْدِهِمْ (كَنْهِيَا) أَوْ مُمَاثِلَةٌ لِّلرَّوَافِضِ الَّذِيْنَ يَنْقُلُوْنَ شَهَادَةَ أَهْلِ الْبَيْتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كُلَّ سَنَةٍ (أَيْ فِعْلًا وَّ عَمَلًا)۔ فَمَعَاذَ اللهِ۔ صَارَ فِعْلُهُمْ هٰذَا حِكَايَةً لِّلْوِلَادَةِ الْمُنِيْفَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ وَ هٰذَا الْحَرَكَةُ بِلَا شَكٍّ وَّ شُبْهَةٍ حَرِيَّةٌ بِاللَّوْمِ وَ الْحُرْمَةِ وَ الْفِسْقِ بَلْ فِعْلُهُمْ هٰذَا يَزِيْدُ عَلٰى فِعْلِ أُولٰئِكَ فَإِنَّهُمْ يَفْعَلُوْنَهُ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً وَّاحِدَةً وَّ هٰؤُلَاءِ يَفْعَلُوْنَ هٰذِهِ الْمُزَخْرَفَاتِ الْفَرْضِيَّةِ

مَتٰی شَآءُوْا وَلَيْسَ لِهٰذَا نَظِيْرٌ فِي الشَّرْعِ بِأَنَّ يُفْرَضَ أَمْرٌ وَّيُعَامَلَ مَعَهٗ مُعَامَلَةَ الْحَقِيْقَةِ بَلْ هُوَ مُحَرَّمٌ شَرْعًا اھ.

حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے:

مجلس مولود میں قیام کی یہ وجہ بیان کرنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف تشریف لاتی ہے اس لیے حاضرین مجلس اس کی تعظیم میں کھڑے ہوتے ہیں تو یہ بھی ان لوگوں کی حماقتوں میں سے ایک حماقت ہے کیونکہ اس وجہ کا تقاضا تو یہ ہے کہ جب نفسِ ولادت شریفہ پائی جائے تو اس وقت قیام کیا جائے، تو بتایا جائے کہ ان دنوں میں ولادت شریفہ بار بار کیسے ہوتی ہے؟ لہٰذا ولادتِ شریفہ کے بار بار ہونے کا قائل ہونا یا تو مجوسِ ہند کے فعل کے مشابہ ہے کہ وہ اپنے معبود کنھیا کی اصل ولادت کی پوری نقل اتارتے ہیں، یا پھر روافض کے مشابہ ہے کہ وہ ہر سال شہادتِ اہل بیت کی قولاً و فعلاً نقل اتارتے ہیں۔ تو معاذ اللہ اہل بدعت کا یہ فعل حقیقی ولادت کی نقل بن گیا اور بلا شک و شبہ یہ حرکت قابل ملامت، ناجائز اور فسق ہے بلکہ اِن لوگوں کا یہ طریقہ اُن لوگوں کے فعل سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال میں ایک ہی مرتبہ ایسا کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسی من گھڑت خرافات جب دل چاہے کر لیتے ہیں، شریعت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ ایک فرضی معاملہ کے ساتھ حقیقت والا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل شرعاً حرام ہے۔ حضرت گنگوہی کا کلام مکمل ہوا۔

فَانْظُرُوْا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ أَنَّ حَضْرَةَ الشَّيْخِ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهُ الْعَزِيْزَ إِنَّمَا أَنْكَرَ عَلٰى جُهَلَاءِ الْهِنْدِ الْمُعْتَقِدِيْنَ مِنْهُمْ هٰذِهِ الْعَقِيْدَةَ الْكَاسِدَةَ الَّذِيْنَ يَقُوْمُوْنَ لِمِثْلِ هٰذِهِ الْخَيَالَاتِ الْفَاسِدَةِ فَلَيْسَ فِيْهِ تَشْبِيْهٌ لِّمَجْلِسِ ذِكْرِ الْوِلَادَةِ الشَّرِيْفَةِ بِفِعْلِ الْمَجُوْسِ وَ الرَّوَافِضِ حَاشَا أَكَابِرُنَا أَنْ يَّتَفَوَّهُوْا بِمِثْلِ

ذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ الظَّالِمِيْنَ عَلٰى أَهْلِ الْحَقِّ يَفْتَرُوْنَ وَبِآيَاتِ اللهِ يَجْحَدُوْنَ.

اے اہل عقل آپ غور فرمائیں! حضرت شیخ گنگوہی قدس اللہ سرہ نے تو ہندوستان کے جہلاء کے اس جھوٹے عقیدہ کا رد کیا ہے کہ جو ایسے فاسد خیالات کی بناء پر قیام کرتے ہیں۔ اس پوری عبارت میں کہیں بھی مجلسِ ذکر ولادت شریفہ کو مجوس اور روافض کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔ اللہ کی پناہ کہ ہمارے اکابر ایسی بات کہیں لیکن ظالم لوگ اہل حق پر بہتان باندھتے ہیں اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

تیئسواں سوال

عموم قدرت باری تعالیٰ

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ وَ الْعِشْرُوْنَ:

هَلْ قَالَ الشَّيْخُ الْأَجَلُّ عَلَّامَةُ الزَّمَانِ الْمَوْلَوِیْ رَشِيْدْ اَحْمَدْ الْكَنْكُوْهِیُّ بِفِعْلِيَّةِ كِذْبِ الْبَارِیْ تَعَالٰی وَ عَدْمِ تَضْلِيْلِ قَائِلِ ذٰلِكَ أَمْ هٰذَا مِنَ الْاِفْتِرَاءَاتِ عَلَيْهِ؟ وَ عَلَى التَّقْدِيْرِ الثَّانِیْ كَيْفَ الْجَوَابُ عَمَّا يَقُوْلُهُ الْبَرِيْلَوِیُّ إِنَّهٗ يَضَعُ عِنْدَهٗ تِمْثَالُ فَتْوَى الشَّيْخِ الْمَرْحُوْمِ بِفُوْتُوْ كَرَافِ الْمُشْتَمِلِ عَلٰی ذٰلِكَ؟

تئیسواں سوال:

کیا شیخ اجل علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے (معاذاللہ) اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے؟ یا یہ ان پہ بہتان ہے؟ اگر یہ بہتان ہے تو بریلوی کی اس بات کا کیا جواب ہے کہ اس کے پاس مولانا مرحوم کے اس فتویٰ کی نقل موجود ہے جس میں یہ بات لکھی ہے؟

اَلْجَوَابُ:

اَلَّذِیْ نَسَبُوْا إِلَى الشَّيْخِ الْأَجَلِّ الْأَوْحَدِ الْأَبْجَلِ عَلَّامَةِ زَمَانِهٖ فَرِيْدِ عَصْرِهٖ وَ أَوَانِهٖ مَوْلَانَا رَشِيْدْ اَحْمَدْ الْكَنْكُوْهِیِّ مِنْ أَنَّهٗ كَانَ قَائِلًا بِفِعْلِيَّةِ الْكِذْبِ مِنَ الْبَارِیْ تَعَالٰی شَأْنُهٗ وَ عَدْمِ تَضْلِيْلِ مَنْ تَفَوَّهَ بِذٰلِكَ فَمَكْذُوْبٌ عَلَيْهِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ هُوَ مِنَ الْأَكَاذِيْبِ الَّتِیْ افْتَرَاهَا الْأَبَالِسَةُ الدَّجَّالُوْنَ الْكَذَّابُوْنَ فَقَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ وَ جَنَابُهٗ بَرِیْءٌ مِّنْ تِلْكَ الزَّنْدَقَةِ وَ الْإِلْحَادِ وَ يُكَذِّبُهُمْ فَتْوَى الشَّيْخِ قُدِّسَ سِرُّهُ الَّتِیْ طَبَعَتْ وَ شَاعَتْ فِی الْمُجَلَّدِ الْأَوَّلِ مِنْ فَتَاوَاهُ الْمَوْسُوْمَةِ بِالْفَتَاوَى الرَّشِيْدِيَّةِ عَلٰی صَفْحَةِ (119) مِنْهَا۔

جواب:

علامہ زماں یکتائے دوراں عالمِ بے مثال شیخ اجل مولانا رشید احمد گنگوہی کی

طرف اہلِ بدعت نے جو یہ بات منسوب کی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کے قائل تھے اور ایسی خرافات بکنے والے کو گمراہ نہ کہتے تھے، یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بالکل جھوٹ بولا گیا ہے اور یہ ان جھوٹے بہتانوں میں سے ایک ہے جو جھوٹے شیاطین دجالوں نے محض دشمنی کی وجہ سے اپنی طرف سے گھڑے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کو برباد کرے، یہ کہاں پلٹے جارہے ہیں؟ حضرت گنگوہی اس زندقہ اور الحاد سے بری ہیں۔ اہلِ بدعت کی تکذیب حضرت شیخ قدس سرہ کا اپنا وہ فتویٰ کر رہا ہے جو فتاویٰ رشیدیہ کے ص119 پر طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔

وَ هِیَ عَرَبِیَّةٌ مُّصَحَّحَةٌ مَّخْتُوْمَةٌ بِخِتَامِ عُلَمَاءِ مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ وَ صُوْرَةُ سُؤَالِهٖ هٰكَذَا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ مَا قَوْلُكُمْ -دَامَ فَضْلُكُمْ- فِیْ أَنَّ اللهَ تَعَالٰی هَلْ یَتَّصِفُ بِصِفَةِ الْكِذْبِ أَمْ لَا؟ وَ مَنْ یَّعْتَقِدُ أَنَّهٗ یَكْذِبُ كَیْفَ حُكْمُهٗ؟ أَفْتُوْنَا مَأْجُوْرِیْنَ.

اَلْجَوَابُ: إِنَّ اللهَ تَعَالٰی مُنَزَّهٌ مِّنْ أَنْ یَّتَّصِفَ بِصِفَةِ الْكِذْبِ وَ لَیْسَتْ فِیْ كَلَامِهٖ شَائِبَةُ الْكِذْبِ اَبَدًا كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰی: ﴿وَ مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ قِیْلًا﴾[34]

یہ فتویٰ عربی میں ہے جس پر مکہ مکرمہ کے علماء کی تصحیحات و تصدیقات مہر کے ساتھ موجود ہیں۔

سوال یہ ہے:

”شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[34] النساء:122

پر درود بھیجتے ہیں۔

آپ اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صفتِ کذب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ فتویٰ عنایت فرما کر اجر حاصل کریں۔

جواب:

اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک و منزہ ہے کہ صفتِ کذب کے ساتھ متصف ہو بلکہ اس کے کلام میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہے جیسا کہ باری تعالیٰ خود فرماتے ہیں: ”اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے!“

وَ مَنۡ یَّعۡتَقِدُ وَ یَتَفَوَّہُ بِأَنَّہٗ تَعَالٰی یَکۡذِبُ فَھُوَ کَافِرٌ مَّلۡعُوۡنٌ قَطۡعًا وَّ مُخَالِفُ الۡکِتَابِ وَ السُّنَّۃِ وَ إِجۡمَاعِ الۡأُمَّۃِ نَعَمۡ! اِعۡتِقَادُ أَھۡلِ الۡإِیۡمَانِ أَنَّ مَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الۡقُرۡآنِ فِیۡ فِرۡعَوۡنَ وَ ھَامَانَ وَ أَبِیۡ لَھَبٍ إِنَّھُمۡ جَھَنَّمِیُّوۡنَ فَھُوَ حُکۡمٌ قَطۡعِیٌّ لَایَفۡعَلُ خِلَافَہٗ أَبَدًا لٰکِنَّہٗ تَعَالٰی قَادِرٌ عَلٰی أَنۡ یُّدۡخِلَ الۡجَنَّۃَ وَلَیۡسَ بِعَاجِزٍ عَنۡ ذٰلِكَ وَ لَا یَفۡعَلُ ھٰذَا مَعَ اخۡتِیَارِہٖ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ﴿وَ لَوۡ شِئۡنَا لَاٰتَیۡنَا کُلَّ نَفۡسٍ ھُدٰاھَا وَ لٰکِنۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ مِنِّیۡ لَأَمۡلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَالنَّاسِ أَجۡمَعِیۡنَ﴾[35]

جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے تو ایسا شخص کافر، قطعی ملعون اور کتاب و سنت و اجماعِ امت کا مخالف ہے۔ ہاں البتہ اہل ایمان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرعون، ہامان اور ابو لہب کے بارے میں جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ جہنمی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے، اللہ تعالیٰ اس

---

[35] السجدۃ:13

کے خلاف کبھی نہ کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کرنے پر قادر ضرور ہے، عاجز نہیں، ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ”اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو (پہلے ہی) اس کی ہدایت دے دیتے لیکن یہ بات میری طرف سے طے ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو جنات اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔“

فَتَبَيَّنَ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ أَنَّهُ تَعَالىٰ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهُمْ كُلَّهُمْ مُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّهُ لَا يُخَالِفُ مَا قَالَ وَكُلُّ ذٰلِكَ بِالْاِخْتِيَارِ لَا بِالْاِضْطِرَارِ وَ هُوَ فَاعِلٌ مُّخْتَارٌ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ هٰذِهِ عَقِيْدَةُ جَمِيْعِ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ كَمَا قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ تَحْتَ تَفْسِيْرِ قَوْلِهِ تَعَالىٰ ﴿إِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ﴾ إلخ وَ عَدَمُ غُفْرَانِ الشِّرْكِ مُقْتَضَى الْوَعِيْدِ فَلَا امْتِنَاعَ فِيْهِ لِذَاتِهِ وَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ كَتَبَهُ الْأَحْقَرُ رَشِيْدُ أَحْمَدُ كَنْكُوهِيْ عُفِيَ عَنْهُ.

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو سب کو مؤمن بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں، کیونکہ وہ فاعل مختار ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہی عقیدہ امت کے تمام علماء کا ہے جیسا کہ بیضاوی نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿إِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ شرک کا معاف نہ ہونا وعید کا مقتضیٰ ہے، لہذا اس میں لذاتہ کوئی امتناع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ فتویٰ رشید احمد گنگوہی نے لکھا۔

خُلَاصَةُ تَصْحِيْحِ عُلَمَاءِ مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ زَادَ اللّٰهُ شَرَفَهَا:

اَلْحَمْدُ لِمَنْ هُوَ بِهِ حَقِيْقٌ وَّ مِنْهُ اسْتُمِدَّ الْعَوْنُ وَ التَّوْفِيْقُ مَآ أَجَابَ بِهِ الْعَلَّامَةُ رَشِيْدُ أَحْمَدُ الْمَذْكُوْرُ هُوَ الْحَقُّ الَّذِيْ لَا مَحِيْصَ عَنْهُ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ عَلٰى آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ سَلَّمَ. أَمَرَ بِرَقْمِهِ خَادِمُ الشَّرِيْعَةِ رَاجِي

اللُّطْفِ الْخَفِيِّ مُحَمَّدٌ صَالِحُ ابْنُ الْمَرْحُوْمِ صِدِّيْق كَمَالُ الْحَنَفِيُّ مُفْتِيْ مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ حَالًا كَانَ اللهُ لَهُمَا رَقَمَهُ الْمُرْتَجِيْ مِن رَّبِّهٖ كَمَالَ النَّيْلِ مُحَمَّدٌ سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بَابُصِيْل مُفْتِي الشَّافِعِيَّةِ بِمَكَّةَ الْمَحْمِيَّةِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَ لِمَشَايِخِهٖ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ. اَلرَّاجِى الْعَفْوَ مِنْ وَّاهِبِ الْعَطِيَّةِ مُحَمَّدٌ عَابِدُ ابْنُ الْمَرْحُوْمِ الشَّيْخِ حُسَيْنٍ مُفْتِي الْمَالِكِيَّةِ بِبَلَدِ اللهِ الْمَحْمِيَّةِ. مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا هَذَا وَ مَا أَجَابَ الْعَلَّامَةُ رَشِيْدُ أَحْمَدُ فِيْهِ الْكِفَايَةُ وَ عَلَيْهِ الْمَعْمُوْلُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ الَّذِيْ لَا مَحِيْصَ عَنْهُ رَقَمَهُ الْحَقِيْرُ خَلَفُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ خَادِمُ إِفْتَاءِ الْحَنَابِلَةِ بِمَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ.

مکہ مکرمہ کے علماء کی تصحیح کا خلاصہ:

حمد اسی ذات کے لائق ہے جو اس کا مستحق ہے اور اسی کی مدد و توفیق کی ضرورت ہے۔ علامہ رشید احمد (گنگوہی) کا جوابِ مذکور حق ہے اس میں کوئی دوسری رائے نہیں۔ اللہ تعالیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کی آل و اصحاب پر رحمتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔ خادم شریعت، اللہ کے لطف و کرم کے امید وار محمد صالح بن مرحوم صدیق کمال حنفی مفتی مکہ مکرمہ نے یہ چند سطریں لکھنے کا حکم دیا اور ان سطور کو محمد سعید بن محمد بابصیل شافعی مفتی مکہ مکرمہ نے لکھا جو اللہ تعالیٰ سے کمال درجہ کی عنایات کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں، ان کے والدین، اساتذہ اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

عطا کرنے والی ذات سے مغفرت کا طلبگار محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم، مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ۔

صلوٰۃ و سلام کے بعد عرض ہے کہ علامہ رشید احمد (گنگوہی) نے جو جواب دیا یہ کافی و قابلِ اعتماد ہے، یہ ایسا حق جواب ہے جس میں دوسری رائے نہیں۔ یہ لکھا

خلف بن ابراہیم حنبلی خادم افتاء مکہ مکرمہ نے۔

وَ الْجَوَابُ عَمَّا يَقُوْلُ الْبَرِيْلَوِيُّ اِنَّهٗ يَضَعُ عِنْدَهٗ تِمْثَالُ فَتْوَى الشَّيْخِ الْمَرْحُوْمِ بِفُوْتُوْ كَرَافَ الْمُشْتَمِلِ عَلٰى مَا ذُكِرَ هُوَ اِنَّهٗ مِنْ مُخْتَلَقَاتِهٖ اخْتَلَقَهَا وَ وَضَعَهَا عِنْدَهٗ افْتِرَاءً عَلَى الشَّيْخِ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ هُوَ مِثْلُ هٰذِهِ الْأَكَاذِيْبِ وَ الْاِخْتِلَاقَاتِ هَيِّنٌ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ اُسْتَاذُ الْاَسَاتِذَةِ فِيْهَا وَكُلُّهُمْ عِيَالٌ عَلَيْهِ فِيْ زَمَانِهٖ فَاِنَّهٗ مُحَرِّفٌ مُلَبِّسٌ وَّ دَجَّالٌ مَكَّارٌ بِمَا يُصَوِّرُ الْأَمْهَارَ وَ لَيْسَ بِأَدْنٰى مِنَ الْمَسِيْحِ الْقَادِيَانِيِّ فَاِنَّهٗ يَدَّعِي الرِّسَالَةَ ظَاهِرًا وَّعَلَنًا وَ هٰذَا يَسْتَتِرُ بِالْمُجَدِّدِيَّةِ وَ يُكَفِّرُ عُلَمَاءَ الْأُمَّةِ كَمَا كَفَرَ الْوَهَابِيَّةُ؛ اَتْبَاعُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْأُمَّةَ خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى كَمَا خَذَلَهُمْ.

باقی بریلوی کا یہ کہنا کہ اس کے پاس مولانا مرحوم کے فتویٰ کی فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہوا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص نے حضرت شیخ قدس اللہ سرہ پر بہتان باندھنے کے لیے یہ جھوٹ اپنی طرف سے گھڑا ہے اور اس طرح کے جھوٹ اور جعلسازی اس کے لیے بہت آسان ہے کیونکہ وہ ان کاموں میں استادوں کا بھی استاد ہے اور زمانے کے لوگ اس کے چیلے لگتے ہیں اس لیے کہ کلام میں رد و بدل، دھوکا اور دجل و مکر اس کی عادت ہے، اکثر مہریں بنالیتا ہے اور مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں، اس لیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے علی الاعلان رسالت کا دعویٰ کیا تھا اور یہ مجددیت کے پردے میں چھپ کر علماءِ امت کی تکفیر کرتا ہے جس طرح محمد بن عبد الوہاب کے متبعین وہابی لوگ امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی انھی کی طرح رسوا کرے۔

چوبیسواں سوال

صدق کلام باری تعالیٰ

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ وَ الْعِشْرُوْنَ:

هَلْ تَعْتَقِدُوْنَ إِمْكَانَ وُقُوْعِ الْكِذْبِ فِي كَلَامٍ مِّنْ كَلَامِ الْمَوْلٰى عَزَّ وَ جَلَّ سُبْحَانَهٗ أَمْ كَيْفَ الْأَمْرُ؟

چوبیسواں سوال:

کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوعِ کذب ممکن ہے؟ یہ بتائیں کہ اصل بات کیا ہے؟

اَلْجَوَابُ:

نَحْنُ وَ مَشَايِخُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى نُذْعِنُ وَ نَتَيَقَّنُ بِأَنَّ كُلَّ كَلَامٍ صَدَرَ عَنِ الْبَارِيْ عَزَّوَجَلَّ أَوْ سَيَصْدُرُ عَنْهُ فَهُوَ مَقْطُوْعُ الصِّدْقِ مَجْزُوْمٌ بِمُطَابَقَتِهٖ لِلْوَاقِعِ وَ لَيْسَ فِيْ كَلَامٍ مِّنْ كَلَامِهٖ تَعَالٰى شَائِبَةُ كِذْبٍ وَّ مَظَنَّةُ خِلَافٍ أَصْلًا بِلَا شُبْهَةٍ وَ مَنِ اعْتَقَدَ خِلَافَ ذٰلِكَ أَوْ تَوَهَّمَ بِالْكِذْبِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ كَلَامِهٖ فَهُوَ كَافِرٌ مُّلْحِدٌ زِنْدِيْقٌ لَيْسَ لَهٗ شَائِبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ.

جواب:

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا یہ ایمان و یقین ہے کہ جو کلام بھی اللہ تعالیٰ سے صادر ہوا یا جو آئندہ ہو گا وہ یقینی طور پہ سچا اور واقع کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی کلام میں جھوٹ کا یا خلافِ واقعہ ہونے کا شائبہ اور وہم ہرگز نہیں۔ جس شخص کا عقیدہ اس کے برعکس ہو یا وہ خدا کے کلام میں ذرہ برابر جھوٹ کے وہم کا قائل ہو تو وہ کافر، ملحد اور زندیق ہے۔ ایسے شخص میں ایمان کا ذرہ بھی نہیں ہے۔

پچیسواں سوال

امکان کذب اور اہل السنۃ کا موقف

اَلسُّؤَالُ الْخَامِسُ وَ الْعِشْرُوْنَ:

هَلْ نَسَبْتُمْ فِيْ تَأْلِيْفِكُمْ إِلٰى بَعْضِ الْأَشَاعِرَةِ الْقَوْلَ بِإِمْكَانِ الْكِذْبِ؟ وَ عَلٰى تَقْدِيْرِهَا فَمَا الْمُرَادُ بِذٰلِكَ؟ وَ هَلْ عِنْدَكُمْ نَصٌّ عَلٰى هٰذَا الْمَذْهَبِ مِنَ الْمُعْتَمَدِيْنَ؟ بَيِّنُوا الْأَمْرَ لَنَا عَلٰى وَجْهِهٖ؟

پچیسواں سوال:

کیا آپ نے اپنی کسی کتاب میں یہ بات لکھی ہے کہ بعض اشاعرہ امکانِ کذب کے قائل ہیں؟ اگر لکھی ہے تو اس سے مراد کیا ہے؟ اور کیا آپ کے پاس اس نظریہ پر معتبر علماء کی تصریحات ہیں؟ ہمیں صحیح صورتحال سے آگاہ کریں۔

اَلْجَوَابُ:

اَلْأَصْلُ فِيْهِ أَنَّهٗ وَقَعَ النِّزَاعُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْمَنْطِقِيِّيْنَ مِنْ أَهْلِ الْهِنْدِ وَ الْمُبْتَدِعَةِ مِنْهُمْ فِيْ مَقْدُوْرِيَّةِ خِلَافِ مَا وَعَدَ بِهِ الْبَارِيْ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى أَوْ أَخْبَرَ بِهٖ أَوْ أَرَادَهٗ وَ أَمْثَالِهَا فَقَالُوْا اِنَّ خِلَافَ هٰذِهِ الْأَشْيَآءِ خَارِجٌ عَنِ الْقُدْرَةِ الْقَدِيْمَةِ مُسْتَحِيْلٌ عَقْلًا لَّا يُمْكِنُ أَنْ يَّكُوْنَ مَقْدُوْرًا لَّهٗ تَعَالٰى وَ وَاجِبٌ عَلَيْهِ مَا يُطَابِقُ الْوَعْدَ وَ الْخَبَرَ وَ الْإِرَادَةَ وَ الْعِلْمَ وَ قُلْنَا: إِنَّ أَمْثَالَ هٰذِهِ الْأَشْيَآءِ مَقْدُوْرٌ قَطْعًا لٰكِنَّهٗ غَيْرُ جَائِزِ الْوُقُوْعِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ مِنَ الْأَشَاعِرَةِ وَ الْمَاتُرِيْدِيَّةِ شَرْعًا وَّ عَقْلًا عِنْدَ الْمَاتُرِيْدِيَّةِ، وَ شَرْعًا فَقَطْ عِنْدَ الْأَشَاعِرَةِ۔

جواب:

اصل بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ہمارے اور ہندی منطقیوں و بدعتیوں کے درمیان اختلاف ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی یا ارادہ فرمایا تو اس کے خلاف پر اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے یا نہیں؟ چنانچہ ان لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ ان باتوں کا خلاف اس کی قدرتِ قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے، ان کا اللہ تعالیٰ کی

قدرت کے تحت ہونا ممکن ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ، خبر، ارادہ اور علم کے مطابق کرے جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس طرح کے افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں البتہ اہل السنۃ والجماعۃ اشاعرہ اور ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں؛ ماتریدیہ کے نزدیک شرعاً وعقلاً جائز نہیں اور اشاعرہ کے نزدیک فقط شرعاً جائز نہیں۔

فَاعْتَرَضُوْا عَلَيْنَا بِأَنَّهٗ إِنْ أَمْكَنَ مَقْدُوْرِيَّةُ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ لَزِمَ إِمْكَانُ الْكِذْبِ وَ هُوَ غَيْرُ مَقْدُوْرٍ قَطْعًا وَ مُسْتَحِيْلٌ ذَاتًا فَأَجَبْنَاهُمْ بِأَجْوِبَةٍ شَتّٰى مِمَّا ذَكَرَهٗ عُلَمَاءُ الْكَلَامِ مِنْهَا: لَوْ سُلِّمَ اسْتِلْزَامُ إِمْكَانِ الْكِذْبِ لِمَقْدُوْرِهٖ خِلَافَ الْوَعْدِ وَ الْإِخْبَارِ وَ أَمْثَالِهِمَا فَهُوَ أَيْضًا غَيْرُ مُسْتَحِيْلٍ بِالذَّاتِ بَلْ هُوَ مِثْلُ السَّفْهِ وَ الظُّلْمِ مَقْدُوْرٌ ذَاتًا مُّمْتَنِعٌ عَقْلًا وَّ شَرْعًا أَوْ شَرْعًا فَقَطْ كَمَا صَرَّحَ بِهٖ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ فَلَمَّا رَأَوْا هٰذِهِ الْأَجْوِبَةَ عَثَوْا فِي الْأَرْضِ وَ نَسَبُوْا إِلَيْنَا تَجْوِيْزَ النَّقْصِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى جَنَابِهٖ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى۔

تو اہلِ بدعت نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا تحت القدرۃ ہونا جائز ہو تو کذب کا امکان لازم آتا ہے اور وہ یقیناً تحت القدرۃ نہیں بلکہ ذاتاً محال ہے۔ تو ہم نے ان کو علماء کلام کے ذکر کردہ چند جوابات دیے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ اگر وعدہ و خبر وغیرہ کا خلاف تحت قدرت ماننے سے امکانِ کذب تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح ذاتاً تحت قدرت ہے البتہ عقلاً و شرعاً یا صرف شرعاً ممتنع ہے جیسا کہ بہت سارے علماء اس کی تصریح کر چکے ہیں۔ جب انہوں نے یہ جوابات دیکھے تو ملک میں فساد پھیلانے کے لیے ہماری طرف یہ نظریہ منسوب کر دیا کہ جناب باری تعالیٰ کی طرف نقص کی نسبت کو جائز سمجھتے ہیں۔

وَ أَشَاعُوْا هٰذَا الْكَلَامَ بَيْنَ السُّفَهَآءِ وَ الْجُهَلَاءِ، تَنْفِيْرًا لِّلْعَوَامِ وَ ابْتِغَاءً لِّلشَّهَوَاتِ وَ الشُّهْرَةِ بَيْنَ الْأَنَامِ وَ بَلَغُوْا أَسْبَابَ سَمَاوَاتِ الْإِفْتِرَاءِ

فَوَضَعُوا تِمْثَالًا مِّنْ عِنْدِهِمْ لِفِعْلِيَّةِ الْكِذْبِ بِلَا مَخَافَةٍ مِّنَ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ وَ لَمَّا اطَّلَعَ أَهْلُ الْهِنْدِ عَلٰى مَكَائِدِهِمْ اسْتَنْصَرُوْا بِعُلَمَاءِ الْحَرَمَيْنِ الْكِرَامِ لِعِلْمِهِمْ بِأَنَّهُمْ غَافِلُوْنَ عَنْ خَبَاثَاتِهِمْ وَ عَنْ حَقِيْقَةِ أَقْوَالِ عُلَمَآئِنَا وَ مَا مِثْلُهُمْ فِيْ ذٰلِكَ إِلَّا كَمِثْلِ الْمُعْتَزِلَةِ مَعَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ فَإِنَّهُمْ أَخْرَجُوْا إِثَابَةَ الْعَاصِيْ وَ عِقَابَ الْمُطِيْعِ عَنِ الْقُدْرَةِ الْقَدِيْمَةِ وَ أَوْجَبُوا الْعَدْلَ عَلٰى ذَاتِهٖ تَعَالٰى فَسَمُّوْا أَنْفُسَهُمْ "أَصْحَابَ الْعَدْلِ وَ التَّنْزِيْهِ" وَ نَسَبُوْا عُلَمَاءَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ إِلَى الْجَوْرِ وَ الْاِعْتِسَافِ وَ التَّشْوِيْهِ فَكَمَا أَنَّ قُدَمَاءَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ لَمْ يُبَالُوْا بِجَهَالَاتِهِمْ وَلَمْ يُجَوِّزُوا الْعِجْزَ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى فِي الظُّلْمِ الْمَذْكُوْرِ وَ عَمَّمُوا الْقُدْرَةَ الْقَدِيْمَةَ مَعَ إِزَالَةِ النَّقَائِصِ عَنْ ذَاتِهِ الْكَامِلَةِ الشَّرِيْفَةِ وَ إِتْمَامِ التَّنْزِيْهِ وَ التَّقْدِيْسِ لِجَنَابِهِ الْعَالِيْ قَائِلِيْنَ: إِنَّ ظَنَّكُمُ الْمُنَقِّصَةَ فِيْ جَوَازِ مَقْدُوْرِيَّةِ الْعِقَابِ لِلطَّائِعِ وَ الثَّوَابِ لِلْعَاصِيْ إِنَّمَا هُوَ وَخَامَةُ الْفَلَاسِفَةِ الشَّنِيْعَةِ۔

ان لوگوں نے عوام کو متنفر کرنے اور لوگوں میں شہرت پا کر اپنا مقصود حاصل کرنے کے لیے یہ بات جہلاء اور کم عقلوں میں مشہور کر دی اور بہتان تراشی کی انتہاء یہاں تک پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کیے بغیر اپنی طرف سے فعلیتِ کذب کا فوٹو بنا لیا۔ جب اہلِ ہند کو اِن کی مکاریوں کا پتہ چلا تو انہوں نے حرمین کے علماء سے رابطہ کیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ علماء حرمین اہل بدعت کی خباثت سے اور ہمارے علماء کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اس نظریہ میں ہماری اور اِن کی مثال اہل السنۃ والجماعۃ اور معتزلہ کی سی ہے کہ معتزلہ نے گنہگار کو ثواب اور فرمانبردار کو سزا دینا قدرتِ قدیمہ سے خارج قرار دیا، ذاتِ باری تعالیٰ پہ عدل کو واجب ٹھہرا کر اپنا نام ”اصحاب العدل والتنزیہ“ رکھا اور علماء اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف ظلم و ستم اور حق کو

مسخ کرنے کی نسبت کردی۔ تو جس طرح متقدمین علماءِ اھل السنۃ والجماعۃ نے معتزلہ کی جہالت کی پرواہ کیے بغیر ظلم مذکور میں حق تعالیٰ کی طرف عجز کی نسبت کو جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرتِ قدیمہ کو عام کہہ کر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور جناب باری تعالیٰ کے کمال تقدیس و تنزیہ کو یوں کہہ کر بیان کیا کہ نیک لوگوں کے لیے عذاب اور گناہگاروں کے لیے ثواب کو تحت قدرت باری تعالیٰ ماننے سے نقص کا گمان کرنا محض فلسفہ شنیعہ کی حماقت ہے۔

كَذٰلِكَ قُلْنَا لَهُمْ: إِنَّ ظَنَّكُمُ النَّقْصَ بِمَقْدُوْرِيَّةِ خِلَافِ الْوَعْدِ وَ الْإِخْبَارِ وَ الصِّدْقِ وَ أَمْثَالِ ذٰلِكَ مَعَ كَوْنِهٖ مُمْتَنِعَ الصُّدُوْرِ عَنْهُ تَعَالٰى شَرْعًا فَقَطْ اَوْ عَقْلًا وَّ شَرْعًا إِنَّمَا هُوَ مِنْ بَلَاءِ الْفَلْسَفَةِ وَ الْمَنْطِقِ وَ جَهْلِكُمُ الْوَخِيْمِ، فَهُمْ فَعَلُوْا مَا فَعَلُوْا لِأَجْلِ التَّنْزِيْهِ لٰكِنَّهُمْ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى كَمَالِ الْقُدْرَةِ وَ تَعْمِيْمِهَا. وَ أَمَّا أَسْلَافُنَا أَهْلُ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ فَجَمَعُوْا بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ تَعْمِيْمِ الْقُدْرَةِ وَ تَتْمِيْمِ التَّنْزِيْهِ لِلْوَاجِبِ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى وَ هٰذَا الَّذِىْ ذَكَرْنَاهُ فِى الْبَرَاهِيْنِ مُخْتَصَرًا وَّ هَا كُمْ بَعْضُ النُّصُوْصِ عَلَيْهِ مِنَ الْكُتُبِ الْمُعْتَبَرَةِ فِى الْمَذْهَبِ۔

اسی طرح ہم نے بھی اِن لوگوں کو جواب دیا کہ وعدہ، خبر اور صدقِ وعدہ کے خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے جبکہ یہ صرف شرعاً یا عقلاً و شرعاً دونوں طرح سے ممتنع الوقوع ہے، نقص کا گمان کرنا منطق و فلسفہ کی بلاء اور تمہاری جہالت کا نتیجہ ہے۔ پس اہل بدعت نے تنزیہ کے لیے جو کیا سو کیا لیکن اللہ تعالیٰ کی عام و کمالِ قدرت کا خیال نہ رکھ سکے جبکہ ہمارے اسلاف اھل السنۃ والجماعۃ نے دونوں باتوں یعنی قدرت عام اور تنزیہ تام کو ملحوظ رکھا۔ یہ وہ مختصر مضمون ہے جسے ہم نے ”براہین قاطعہ“ میں ذکر کیاہے۔ آپ کے سامنے اس موقف پر چند معتبر کتب کے حوالہ

جات پیش خدمت ہیں:

(1): قَالَ[36] فِیْ شَرْحِ الْمَوَاقِفِ: أَوْجَبَ جَمِیْعُ الْمُعْتَزِلَةِ وَ الْخَوَارِجِ عِقَابَ صَاحِبِ الْکَبِیْرَةِ إِذَا مَاتَ بِلَا تَوْبَةٍ وَّ لَمْ یُجَوِّزُوْا أَن یَّعْفُوَ اللّٰہُ عَنْہُ بِوَجْهَیْنِ: اَلْأَوَّلُ: أَنَّہٗ تَعَالٰی أَوْعَدَ بِالْعِقَابِ عَلَى الْکَبَائِرِ وَ أَخْبَرَ بِہٖ أَیْ بِالْعِقَابِ عَلَیْهَا فَلَوْ لَمْ یُعَاقِبْ عَلَى الْکَبِیْرَةِ وَ عَفَا لَزِمَ الْخُلْفُ فِیْ وَعِیْدِہٖ وَ الْکِذْبُ فِیْ خَبَرِہٖ وَ إِنَّہٗ مُحَالٌ وَ الْجَوَابُ: غَایَتُہٗ وُقُوْعُ الْعِقَابِ فَأَیْنَ وُجُوْبُ الْعِقَابِ الَّذِیْ کَلَامُنَا فِیْهِ؟ إِذْ لَا شُبْهَةَ فِیْ أَنَّ عَدَمَ الْوُجُوْبِ مَعَ الْوُقُوْعِ لَا یُقَالُ اِنَّہٗ یَسْتَلْزِمُ جَوَازُهُمَا وَ هُوَ أَیْضًا مُّحَالٌ لِّأَنَّا نَقُوْلُ: اسْتِحَالَتُہٗ مَمْنُوْعَةٌ کَیْفَ وَ هُمَا مِنَ الْمُمْکِنَاتِ الَّتِیْ تَشْمِلُهُمَا قُدْرَتُہٗ تَعَالٰی اھ.[37]

(۱): شرح مواقف میں علامہ سید الشریف الجرجانی فرماتے ہیں: تمام معتزلہ اور خوارج کا کہنا ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب اگر بغیر توبہ کیے مر جائے تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ اسے ضرور عذاب دے، اللہ تعالیٰ کا ایسے شخص کو معاف کرنا ان کے نزدیک جائز نہیں۔ یہ لوگ اپنے اس موقف پر دو دلیلیں بیان کرتے ہیں؛ پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں پر عذاب و سزا کی خبر دی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ مرتکبِ کبیرہ کو سزا نہ دے اور معاف کر دے تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آئے گا اور یہ محال

---

[36] شارح کا نام علامہ سید الشریف علی بن محمد الجرجانی ہے۔ 840 ہجری میں شہر جرجان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تصانیف پچاس سے زیادہ ہیں جن میں سے مشہور تفسیر زہراوین، شرح مواقف، شرح کافیہ، حاشیہ بیضاوی، حاشیہ ہدایہ، حاشیہ تلویح، رسالہ تعریفات وغیرہ ہیں۔ آپ 816 ہجری میں شیراز میں فوت ہوئے۔

[37] شرح المواقف: ج8 ص 331 المرصد الثانی- المقصد الخامس. النظر فی الثواب و العقاب. ط دار الکتب العلمیۃ

ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خبرِ وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں ہماری گفتگو ہے کیونکہ بغیر وجوب کے محض وقوعِ عذاب ماننے میں نہ خُلف ہے نہ کذب۔ کوئی یہ نہ کہے کہ اس موقف سے خُلف اور کذب کا جواز لازم آئے گا اور یہ بھی محال ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم اس کا محال ہونا نہیں مانتے اور یہ محال ہو گا کیسے؟ کیونکہ یہ خلف اور کذب ان ممکنات میں داخل ہیں جن کو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے۔

(2): **وَفِیْ شَرْحِ الْمَقَاصِدِ لِلْعَلَّامَةِ التَّفْتَازَانِیِّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ[38] فِیْ خَاتِمَةِ بَحْثِ الْقُدْرَةِ: اَلْمُنْکِرُوْنَ لِشُمُوْلِ قُدْرَتِهٖ طَوَائِفُ مِنْهُمُ النِّظَامُ[39] وَ أَتْبَاعُهُ الْقَائِلُوْنَ بِأَنَّهٗ لَا یَقْدِرُ عَلَی الْجَهْلِ وَ الْکِذْبِ وَ الظُّلْمِ وَ سَائِرِ الْقَبَائِحِ إِذْ لَوْ کَانَ خَلْقُهَا مَقْدُوْرًا لَّهٗ لَجَازَ صُدُوْرُهٗ عَنْهُ وَ اللَّازِمُ بَاطِلٌ لِّإِفْضَائِهٖ إِلَی السَّفْهِ إِنْ کَانَ عَالِمًا بِقُبْحِ ذٰلِكَ وَ بِاسْتِغْنَآئِهٖ عَنْهُ وَ إِلَی الْجَهْلِ إِنْ لَّمْ یَکُنْ عَالِمًا وَّ الْجَوَابُ: لَا نُسَلِّمُ قُبْحَ الشَّیْءِ بِالنِّسْبَةِ إِلَیْهِ کَیْفَ وَ هُوَ تَصَرُّفٌ فِیْ مِلْکِهٖ وَ لَوْ سُلِّمَ فَالْقُدْرَةُ لَا تُنَافِی امْتِنَاعَ صُدُوْرِهٖ نَظْرًا إِلیٰ وُجُوْدِ الصَّارِفِ وَ عَدَمِ الدَّاعِیْ وَإِنْ کَانَ مُمْکِنًا اھ. مُلَخَّصًا[40]**

---

[38] شارح کا نام علامہ مسعود بن عمر بن عبد اللہ المعروف تفتازانی ہے۔ لقب سعد الدین تھا۔ 712 ہجری میں خرسان کے شہر تفتازان میں پیدا ہوئے۔ کئی ایک تصانیف فرمائیں۔ شرح عقائد نسفی، تلخیص المفتاح، شرح المقاصد، تلویح حاشیہ توضیح، مختصر المعانی، حاشیہ شرح مختصر الاصول، مقاصد الکلام اور اس کی شرح، تہذیب المنطق و الکلام وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔ 793 ہجری میں فوت ہوئے۔

[39] ابو اسحاق النظام، ابراہیم بن سیار بن ہانی۔ مشہور معتزلی امام تھے۔ 231ھ میں وفات پائی۔

[40] شرح المقاصد: ج4 ص102، ص103 خاتمہ فی قدرۃ اللہ. ط عالم الکتب بیروت لبنان

(۲): علامہ تفتازانی نے شرح المقاصد کی قدرت کی بحث کے آخر میں یوں لکھا ہے: اللہ رب العزت کی قدرت کے منکر چند گروہ ہیں، ان میں سے ایک گروہ نظام اور اس کے متبعین کا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہل، کذب، ظلم اور اس طرح کے دیگر قبیح افعال پر قادر نہیں، کیونکہ ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل ہو تو حق تعالیٰ سے ان کا صدور بھی جائز ہو گا جبکہ ان کا صدور جائز نہیں کیونکہ اگر باوجود علمِ قبیح کے بے پروائی کے سبب صدور ہو گا تو "سفہ" لازم آئے گا اور علم نہ ہو گا تو "جہل" لازم آئے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ کسی چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور وہ قبیح ہو۔ اس لیے کہ اپنی ملک میں تصرف کرنا قبیح نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر اس بات کو تسلیم کر بھی لیا جائے کہ قبیح کی نسبت قبیح ہے تو قدرت حق؛ امتناعِ صدور کے منافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ایک چیز قدرتِ کے تحت داخل ہو لیکن کسی مانع کے وجود یا باعثِ صدور کے مفقود ہونے کی وجہ سے اس کا وقوع ممتنع ہو۔

(3): قَالَ فِي الْمُسَايَرَةِ وَ شَرْحِهِ الْمُسَامَرَةِ [41] لِلْعَلَّامَةِ الْمُحَقِّقِ كَمَالِ ابْنِ الْهُمَامِ الْحَنَفِيِّ وَتِلْمِيْذِهِ ابْنِ أَبِي الشَّرِيْفِ الْمَقْدِسِيِّ الشَّافِعِيِّ [42] رَحِمَهُمَا اللهُ

---

[41] متن کا نام المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ اور اس کے مؤلف مشہور حنفی محقق علامہ ابن الہمام متوفیٰ 861ھ ہیں۔ اس کی شرح المسامرۃ ہے جو کہ ابن الہمام علیہ الرحمۃ کے شاگرد ابن ابی شریف المقدسی الشافعی کی تالیف ہے۔

[42] آپ کا نام علامہ محمد بن محمد بن ابی بکر بن علی بن ابی شریف المقدسی الشافعی ہے۔ 822 ہجری میں شام میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں الدرر اللوامع بتحریر جمع الجوامع، الفرائد فی حل شرح العقائد، اور المسامرۃ علی المسایرۃ شامل ہیں۔ آپ نے 905 ہجری میں شام ہی میں وفات پائی۔

تَعَالٰی مَا نَصُّہٗ: ثُمَّ قَالَ أَیْ صَاحِبُ الْعُمْدَۃِ[43]: وَ لَا یُوْصَفُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْقُدْرَۃِ عَلَی الظُّلْمِ وَ السَّفْہِ وَ الْکِذْبِ لِأَنَّ الْمُحَالَ لَا یَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَۃِ أَیْ لَا یَصِحُّ مُتَعَلِّقًا لَّہَا وَ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ یَقْدِرُ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ ذٰلِکَ وَ لَا یَفْعَلُ. اِنْتَہٰی کَلَامُ صَاحِبِ الْعُمْدَۃِ وَ کَأَنَّہٗ انْقَلَبَ عَلَیْہِ مَا نَقَلَہٗ عَنِ الْمُعْتَزِلَۃِ إِذْ لَا شَکَّ أَنَّ سَلْبَ الْقُدْرَۃِ عَمَّا ذُکِرَ ھُوَ مَذْھَبُ الْمُعْتَزِلَۃِ وَ أَمَّا ثُبُوْتُہَا أَیِ الْقُدْرَۃِ عَلٰی مَا ذُکِرَ ثُمَّ الْاِمْتِنَاعُ عَنْ مُتَعَلِّقِہَا اخْتِیَارًا فَھُوَ بِمَذْھَبِ أَیْ فَھُوَ بِمَذْھَبِ الْأَشَاعِرَۃِ اَلْیَقُ مِنْہُ بِمَذْھَبِ الْمُعْتَزِلَۃِ وَ لَا یَخْفٰی أَنَّ ھٰذَا الْاَلْیَقَ أَدْخَلُ فِی التَّنْزِیْہِ أَیْضًا إِذْ لَا شَکَّ فِیْ أَنَّ الْاِمْتِنَاعَ عَنْہَا اَیْ عَنِ الْمَذْکُوْرَاتِ مِنَ الظُّلْمِ وَ السَّفْہِ وَ الْکِذْبِ مِنْ بَابِ التَّنْزِیْہَاتِ عَمَّا لَا یَلِیْقُ بِجَنَابِ قُدْسِہٖ تَعَالٰی فَلْیُسْبَرْ- بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ- أَیْ یُخْتَبَرُ الْعَقْلُ فِیْ أَنَّ أَیَّ الْفَصْلَیْنِ أَبْلَغُ فِی التَّنْزِیْہِ عَنِ الْفَحْشَاءِ أَ ھُوَ الْقُدْرَۃُ عَلَیْہِ أَیْ عَلٰی مَا ذُکِرَ مِنَ الْأُمُوْرِ الثَّلَاثَۃِ مَعَ الْاِمْتِنَاعِ أَیِ امْتِنَاعِہٖ تَعَالٰی عَنْہُ مُخْتَارًا لِّذٰلِکَ الْاِمْتِنَاعِ أَوِ امْتِنَاعُہٗ عَنْہُ لِعَدَمِ الْقُدْرَۃِ عَلَیْہِ فَیَجِبُ الْعَوْلُ بِأَدْخَلِ الْقَوْلَیْنِ فِی التَّنْزِیْہِ وَ ھُوَ الْقَوْلُ الْأَلْیَقُ بِمَذْھَبِ الْأَشَاعِرَۃِ اھ.[44]

(۳): "المسایرہ" اور اس کی شرح "المسامرہ" میں علامہ ابن الہمام الحنفی اور ان

---

[43] کتاب کا نام عمدۃ العقائد ہے اور اس کے مصنف علامہ حافظ الدین ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی الحنفی ہیں۔ آپ خوزستان اور اصبہان کے درمیان ایذج نامی ایک شہر میں پیدا ہوئے۔ علم الکلام میں عمدۃ العقائد، تفسیر میں مدارک التنزیل وحقائق التاویل، اصولِ فقہ میں منار الانوار اور فقہ میں الکافی فی شرح الوافی اور کنز الدقائق آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔ 710 ہجری میں وفات پائی۔

[44] المسامرۃ شرح المسایرۃ: ص178، ص179 الرکن الثالث- الاصل الخامس فی الحسن القبح العقلیین

کے شاگرد علامہ ابن شریف المقدسی الشافعی فرماتے ہیں: صاحب العمدۃ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یوں نہیں کہہ سکتے کہ "وہ ظلم، سفہ اور کذب پر قادر ہے" کیونکہ محال چیزیں قدرت کے تحت داخل نہیں ہوتیں یعنی قدرت کا تعلق ان چیزوں کے ساتھ جوڑنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ افعال مذکورہ پر قادر تو ہے مگر کرے گا نہیں۔ صاحب العمدۃ کا کلام ختم ہوا۔ (اب علامہ کمال الدین فرماتے ہیں) صاحب العمدۃ نے جو معتزلہ کا موقف نقل کیا ہے وہ الٹ پلٹ ہو گیا ہے، اس لیے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ افعالِ مذکورہ سے قدرت کا سلب کرنا یہ عین مذہبِ معتزلہ ہے اور یہ موقف کہ افعالِ مذکورہ پر قدرت تو ہو لیکن باختیار خود ان کا وقوع نہ کیا جائے یہ موقف حضرات اشاعرہ کے زیادہ مناسب ہے بنسبت معتزلہ کے اور ظاہر بات ہے کہ اسی قول مناسب (یعنی مذہبِ اشاعرہ) سے اللہ تعالیٰ کی پاکی اور تقدیس کا اظہار زیادہ ہوتا ہے۔ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ ظلم، سفہ، کذب جیسے قبیح افعال جو ذاتِ باری تعالیٰ کی شایانِ شان نہیں ان کا ارتکاب نہ کرنا ہی اصل پاکی اور تقدیس ہے۔ اب عقل کا امتحان ہے کہ یہ فیصلہ کرے کہ دونوں صورتوں میں سے کس صورت کو اللہ تعالیٰ کی پاکی اور تقدیس میں زیادہ دخل ہے؟ آیا اس صورت کو کہ مذکورہ تینوں افعال پر قدرت کو تو مانا جائے لیکن اپنے ارادے سے اور احتیاط کے پیشِ نظر ان کو ممتنع الوقوع مانا جائے، یا اس صورت کو کہ ان تینوں افعال پر خدا کی قدرت ہی کا انکار کر دیا جائے۔ تو ان دونوں صورتوں میں سے جس صورت کو اللہ تعالیٰ کی پاکی اور تقدیس میں زیادہ دخل ہو اسی کا قائل ہو جانا چاہیے اور وہ صورت حضرات اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات اور امتناع بالاختیار۔

(4): وَ فِیْ حَوَاشِی الْکَلَنْبَوِیِّ عَلٰی شَرْحِ الْعَقَائِدِ الْعَضُدِیَّةِ لِلْمُحَقِّقِ

الدَّوَانِيِّ[45] رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالٰی مَا نَصُّهٗ: وَ بِالْجُمْلَةِ كَوْنُ الْكِذْبِ فِي الْكَلَامِ اللَّفْظِيِّ قَبِيْحًا بِمَعْنٰی صِفَةِ نَقْصٍ مَمْنُوْعٌ عِنْدَ الْأَشَاعِرَةِ وَ لِذَا قَالَ الشَّرِيْفُ الْمُحَقِّقُ: إِنَّهٗ مِنْ جُمْلَةِ الْمُمْكِنَاتِ، وَ حُصُوْلُ الْعِلْمِ الْقَطْعِيِّ لِعَدَمِ وُقُوْعِهٖ فِيْ كَلَامِهٖ تَعَالٰی بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَآءِ وَ الْأَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَا يُنَافِيْ إِمْكَانَهٗ فِيْ ذَاتِهٖ كَسَائِرِ الْعُلُوْمِ الْعَادِيَةِ الْقَطْعِيَّةِ وَ هُوَ لَا يُنَافِيْ مَا ذَكَرَهُ الْإِمَامُ الرَّازِيُّ إلخ.[46]

(۴): علامہ دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ کلنبوی میں اس مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ کہنا کہ کلام لفظی میں امکان کذب سے نقص و عیب لازم آتا ہے جو کہ قبیح ہے یہ بات اشاعرہ کے ہاں مسلم نہیں اس لیے محقق شریف نے کہا کہ امکان کذب ممکنات میں سے ہے اور انبیاء علیہم السلام اور علماء کرام کے اجماع کی وجہ سے اس بات کا یقینی طور پر علم ہونا کہ اس کے کلام میں جھوٹ کا وقوع نہیں ہوا یہ بالذات امکان کذب کے منافی نہیں جس طرح باقی تمام علوم عادیہ بالذات امکان کذب کے باوجود حاصل ہوا کرتے ہیں یہ تصریح امام رازی کے قول کے خلاف نہیں۔ الخ

(5): وَ فِيْ تَحْرِيْرِ الْأُصُوْلِ لِصَاحِبِ فَتْحِ الْقَدِيْرِ الْإِمَامِ ابْنِ الْهُمَامِ وَ شَرْحِهٖ[47] لِابْنِ أَمِيْرِ الْحَاجِ[48] رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالٰی مَا نَصُّهٗ: (وَ حِيْنَئِذٍ) أَيْ وَ حِيْنَ

---

[45] اصل متن کا نام "العقائد العضدیۃ" ہے جو کہ مشہور متکلم اور اصولی علامہ قاضی عضد الدین عبد الرحمٰن بن احمد بن عبد الغفار الایجی م756ھ کی تصنیف ہے۔ اس کی شرح علامہ جلال الدین محمد بن اسعد الصدیقی الدوانی م918ھ نے "شرح العقائد العضدیة" کے نام سے لکھی ہے۔ اس پر حاشیہ علامہ ابو الفتح اسماعیل بن مصطفیٰ بن محمود کلنبوی عثمانی حنفی المعروف شیخ زادہ م1205ھ کا ہے۔ یہ عبارت اسی حاشیہ میں موجود ہے۔

[46] حاشیہ الکلنبوی علی شرح العقائد العضدیہ

[47] کتاب کا نام "تحریر الاصول" ہے جو کہ علامہ ابن الہمام م861ھ کی تالیف ہے اس کی شرح علامہ

كَانَ مُسْتَحِيلًا عَلَيْهِ مَا أَدْرَكَ فِيهِ نقْصٌ (ظَهَرَ الْقَطْعُ بِاسْتِحَالَةِ اتِّصَافِهٖ) أَيِ اللهِ تَعَالٰى (بِالْكِذْبِ وَ نَحْوِهٖ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ وَ أَيْضًا) لَوْ لَمْ يَمْتَنِعِ اتِّصَافُ فِعْلِهٖ بِالْقُبْحِ (يرْتَفِعُ الْأَمَانُ عَنْ صِدْقِ وَعْدِهٖ وَ) صِدْقِ (خَبَرِ غَيْرِهٖ) أَيِ الْوَعْدِ مِنْهُ تَعَالٰى(وَ) صِدْقِ (النُّبُوَّةِ) أَيْ لَمْ يُجْزَمْ بِصِدْقِهٖ أَصْلًا... (وَ عِنْدَ الْاَشَاعِرَةِ كَسَائِرِ الْخَلْقِ الْقَطْعُ بِعَدَمِ اتِّصَافِهٖ) تَعَالٰى بِشَيْءٍ مِّنَ الْقَبَائِحِ (دُوْنَ الْاِسْتِحَالَةِ الْعَقْلِيَّةِ كَسَائِرِ الْعُلُوْمِ الَّتِيْ يُقْطَعُ فِيهَا بِأَنَّ الْوَاقِعَ أَحَدُ النَّقِيضَيْنِ مَعَ عَدَمِ اسْتِحَالَةِ الْآخَرِ لَوْ قُدِّرَ) أَنَّهُ الْوَاقِعُ (كَالْقَطْعِ بِمَكَّةَ وَ بَغْدَادَ) أَيْ بِوُجُوْدِهِمَا فَإِنَّهٗ لَا يُحِيلُ عَدَمُهُمَا عَقْلًا (وَ حِينَئِذٍ) أَيْ وَ حِيْنَ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى هٰذَا (لَايَلْزَمُ ارْتِفَاعُ الْأَمَانِ) لِأَنَّهٗ لَا يَلْزَمُ مِنْ جَوَازِ الشَّيْءِ عَقْلًا عَدَمُ الْجَزْمِ بِعَدَمِهٖ (وَالْخِلَافُ) الْجَارِيْ فِي الْاِسْتِحَالَةِ وَ الْإِمْكَانِ الْعَقْلِيِّ لِهٰذَا (جَارٍ فِيْ كُلِّ نَقِيضَةٍ اَ قُدْرَتُهٗ) تَعَالٰى (عَلَيْهَا مَسْلُوْبَةٌ أَمْ هِيَ) أَيِ النَّقِيضَةُ (بِهَا) أَيْ بِقُدْرَتِهٖ (مَشْمُوْلَةٌ وَ الْقَطْعُ بِأَنَّهٗ لَا يَفْعَلُ) أَيْ وَ الْحَالُ الْقَطْعُ بِعَدَمِ فِعْلِ تِلْكَ النَّقِيصَةِ إلخ. 49

(۵): فتح القدیر کے مصنف امام ابن الہمام نے تحریر الاصول میں اور ابن امیر الحاج نے اس کی شرح میں جو کچھ لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ جن

ابن امیر الحاج الحلبی نے "التقریر والتحبیر" کے نام سے لکھی ہے۔

[48] آپ کا نام قاضی شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن حسن المعروف ابن امیر الحاج الحنفی ہے۔ 825 ہجری میں حلب میں پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے فقہاء احناف میں ایک عظیم مرتبہ کے حامل تھے اور کئی علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی تصنیفات میں التقریر التحبیر، حلیۃ المحلی، داعی منار البیان، ذخیرۃ الفقر فی تفسیر سورۃ العصر، شرح المختار الموصلی، منیۃ الناسک فی خلاصۃ المناسک شامل ہیں۔ آپ سن 879 ہجری میں فوت ہوئے۔

[49] التقریر والتحبیر: ج2 ص123، ص124 باب فی الاحکام

افعال میں نقص پایا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہیں تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقینا محال ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کا صفات قبیحہ سے متصف ہونا محال نہ ہو تو خدا کے وعدہ اوراس کی خبر پر اعتماد نہ رہے گا اور نبوت کی صداقت یقینی نہ رہے گی۔ اور اشاعرہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کسی قبیح فعل کے ساتھ متصف نہ ہونا باقی مخلوق کی طرح عقلا محال نہیں چنانچہ تمام علوم جن کے متعلق یقین ہے کہ ایک نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض بالذات ایسی محال نہیں کہ اس کا وقوع ہو ہی نہ سکے جیسے مکہ اور بغداد کا موجود ہونا یقینی ہے مگر ان کا موجود نہ ہونا عقلا محال نہیں ہے۔

ایسی صورت میں امکان کذب کے سبب اعتماد کا اٹھ جانا لازم نہیں آئے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی شی کے وجود کو عقلا مان لینے سے اس کے عدم پر یقین لازم نہیں آتا۔ (کیونکہ جہاں نقیضین میں سے ایک نقیض کا وقوع ہو وہاں دوسری نقیض کے وقوع کا ماننا محال ذاتی نہیں ہے) اور یہی اختلاف جاری ہے (اہل السنت اور معتزلہ کے درمیان) محال اور امکان عقلی کے ہر نقیض میں واقع ہونے میں کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت ہی نہیں ہے، یا اس کی نقیض ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو قدرت حاصل ہے۔ مگر اس کا یقین ہے کہ حق تعالیٰ ایسا کرے گا نہیں یعنی اس نقیض کے عدم کا یقین ہے۔

وَ مِثْلُ مَا ذَكَرْنَاهُ عَنْ مَذْهَبِ الْأَشَاعِرَةِ ذَكَرَهُ الْقَاضِي الْعَضُدُ فِيْ شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْأُصُوْلِ[50] وَ أَصْحَابُ الْحَوَاشِيّ عَلَيْهِ وَ مِثْلُهُ فِيْ شَرْحِ الْمَقَاصِدِ[51]

---

[50] شرح مختصر الاصول: یہ علامہ قاضی عضد الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدا لغفار الایجی م756ھ کی تصنیف ہے جو مشہور متکلم، اصولی اور عربیت کے ماہر تھے۔

[51] شرح المقاصد: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر بن عبد اللہ المعروف تفتازانی م793ھ کی تالیف ہے۔

وَ حَوَاشِي الْمَوَاقِفِ لِلْجَلْبِيّ[52] وَ غَيْرِهٖ وَ كَذٰلِكَ صَرَّحَ بِهِ الْعَلَّامَةُ الْقَوْشَجِيُّ فِيْ شَرْحِ التَّجْرِيْدِ[53] وَ الْقَوْنَوِيُّ وَ غَيْرُهُمْ أَعْرَضْنَا عَنْ ذِكْرِ نُصُوْصِهِمْ مَخَافَةَ الْإِطْنَابِ وَ السَّآمَّةِ وَ اللهُ الْمُتَوَلِّيْ لِلرَّشَادِ وَ الْهِدَايَةِ.

اور اشاعرہ کا جو مذہب ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد الدین نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور اسی قسم کا مضمون شرح المقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں موجود ہے اور ایسی ہی وضاحت علامہ قوشجی نے تجرید کی شرح میں اور قونوی وغیرہ نے کی ہے۔ ہم نے اس کے دلائل کو ذکر نہیں کیا تاکہ بات لمبی نہ ہو جائے۔ ہدایت اور رہنمائی صرف خدا تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

---

[52] حواشی مواقف از علامہ بدر الدین حسن چلپی بن محمد شاہ الرومی الفناری الحنفی م886ھ یہ حواشی شرح الموقف مطبوع کے حاشیہ پر موجود ہیں۔

[53] یہ علامہ نصیر الدین الطوسی م672ھ کی کتاب "تجرید العقائد" کی شرح ہے جو علاء الدین علی بن محمد الکوشجی الحنفی م879ھ نے تالیف کی ہے۔

چھبیسواں سوال

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں موقف

اَلسُّؤَالُ السَّادِسُ وَ الْعِشْرُوْنَ:

مَا قَوْلُكُمْ فِي الْقَادِيَانِيِّ الَّذِيْ يَدَّعِي الْمَسِيْحِيَّةَ وَ النُّبُوَّةَ؟ فَإِنَّ أُنَاسًا يَنْتَسِبُوْنَ إِلَيْكُمْ حُبَّهُ وَ مَدْحَهُ فَالْمَرْجُوُّ مِنْ مَكَارِمِ أَخْلَاقِكُمْ أَنْ تُبَيِّنُوْا لَنَا هٰذِهِ الْأُمُوْرَ بَيَانًا شَافِيًا لِّيَتَّضِحَ صِدْقُ الْقَائِلِيْنَ وَ كِذْبُهُمْ وَ لَا يَبْقَى الرَّيْبُ الَّذِيْ حَدَثَ فِيْ قُلُوْبِنَا مِنْ تَشْوِيْشَاتِ النَّاسِ.

چھبیسواں سوال:

قادیانی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس نے مسیح اور نبی ہونے کا دعوی کیا ہے؟ کچھ لوگوں نے آپ کے بارے بتایا کہ آپ اس سے محبت رکھتے اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ کے اچھے اخلاق سے امید ہے کہ آپ ہمیں اس کا تسلی بخش جواب دیں گے تاکہ قائل کا سچ یا جھوٹ کھل کر سامنے آجائے اور لوگوں کی باتوں کی وجہ سے جو ہمارے دل میں شک کی کیفیت پیدا ہوئی ہے وہ ختم ہو جائے۔

اَلْجَوَابُ:

جُمْلَةُ قَوْلِنَا وَ قَوْلِ مَشَايِخِنَا فِي الْقَادِيَانِيِّ الَّذِيْ يَدَّعِي النُّبُوَّةَ وَ الْمَسِيْحِيَّةَ: اِنَّا كُنَّا فِيْ بَدْءِ أَمْرِهٖ- مَا لَمْ يَظْهَرْ لَنَا مِنْهُ سُوْءُ اعْتِقَادٍ بَلْ بَلَغَنَا أَنَّهٗ يُؤَيِّدُ الْإِسْلَامَ وَ يُبْطِلُ جَمِيْعَ الْأَدْيَانِ الَّتِيْ سِوَاهُ بِالْبَرَاهِيْنِ وَ الدَّلَائِلِ- نُحْسِنُ الظَّنَّ بِهٖ عَلٰى مَا هُوَ اللَّائِقُ لِلْمُسْلِمِ بِالْمُسْلِمِ وَ نُؤَوِّلُ بَعْضَ أَقْوَالِهٖ وَ نَحْمِلُهٗ عَلٰى مَحْمَلٍ حَسَنٍ ثُمَّ لَمَّا ادَّعَى النُّبُوَّةَ وَ الْمَسِيْحِيَّةَ وَ أَنْكَرَ رَفْعَ اللّٰهِ تَعَالَى الْمَسِيْحَ إِلَى السَّمَاءِ وَ ظَهَرَ لَنَا مِنْ خُبْثِ اعْتِقَادِهٖ وَ زَنْدَقَتِهٖ أَفْتٰى مَشَايِخُنَا رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ بِكُفْرِهٖ وَ فَتْوٰى شَيْخِنَا وَ مَوْلَانَا رَشِيْدْ أَحْمَدْ اَلْكَنْكُوْهِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ كُفْرِ الْقَادِيَانِيِّ قَدْ طُبِعَتْ وَ شَاعَتْ يُوْجَدُ كَثِيْرٌ مِنْهَا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ لَمْ يَبْقَ فِيْهَا خِفَاءٌ إِلَّا أَنَّهٗ لَمَّا كَانَ مَقْصُوْدُ الْمُبْتَدِعِيْنَ تَهْيِيْجَ

سُفَهَاءِ الْهِنْدِ وَ جُهَّالِهِمْ عَلَيْنَا وَ تَنْفِيْرَ عُلَمَاءِ الْحَرَمَيْنِ وَ أَهْلِ فُتْيَاهُمَا وَ قُضَاتِهِمَا وَ أَشْرَافِهِمَا مِنَّا لِأَنَّهُمْ عَلِمُوْا أَنَّ الْعَرَبَ لَا يُحْسِنُوْنَ الْهِنْدِيَّةَ بَلْ لَّا يَبْلُغُ لَدَيْهِمُ الْكُتُبُ وَ الرَّسَائِلُ الْهِنْدِيَّةُ افْتَرَوْا عَلَيْنَا هٰذِهِ الْأَكَاذِيْبَ، فَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَيْهِ التَّوَالُ وَبِهِ الْاِعْتِصَامُ.

جواب:

مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے متعلق ہمارا اور ہمارے مشائخ کا یہ کہنا ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کے غلط عقائد ہمارے سامنے نہیں آئے تھے بلکہ ہمیں یہ خبر پہنچی تھی کہ وہ اسلام کی تائید اور دیگر ادیان کی دلائل سے تردید کرتا ہے تو جیسا کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ کرنا چاہیے ہم بھی اس کے بارے حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کی تاویل کرکے اچھا مطلب بیان کرتے تھے۔ اس کے بعد جب سے اس نے نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پہ اٹھائے جانے کا انکار کیا اور اس کے غلط عقائد اور زندیق ہونا ہمارے سامنے واضح ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کفر کا فتوی دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کے بارے میں ہمارے شیخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا فتویٰ طبع ہو کر معروف ہو چکا ہے جو کہ کئی لوگوں کے پاس موجود بھی ہے، اس میں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ لیکن چونکہ اہلِ بدعت کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے جہلاء کو ہمارے خلاف برانگیختہ کریں اور حرمین شریفین کے علماء، مفتیان، اہل قضاء اور وہاں کے شرفاء کے دل میں ہماری نفرت بٹھائیں اس لیے کہ اہلِ بدعت یہ بات جانتے ہیں کہ اہلِ عرب ہندی زبان سے پوری طرح واقف نہیں بلکہ ان تک تو ہندی کتب اور رسائل پہنچتے ہی نہیں تو انہوں نے ہم پر جھوٹے بہتان باندھے۔ اللہ ہی مدد کرے اور اسی پر توکل اور بھروسہ ہے۔

هٰذَا وَالَّذِیْ ذَكَرْنَا فِی الْجَوَابِ هُوَ مَا نَعْتَقِدُهٗ وَ نَدِیْنُ اللهَ تَعَالٰی بِهٖ، فَإِنْ كَانَ فِیْ رَأْیِكُمْ حَقًّا وَّ صَوَابًا فَاكْتُبُوْا عَلَیْهِ تَصْحِیْحَكُمْ وَ زَیِّنُوْهُ بِخَتْمِكُمْ وَ إِنْ كَانَ غَلَطًا وَّ بَاطِلًا فَدُلُّوْنَا عَلٰی مَا هُوَ الْحَقُّ عِنْدَ كُمْ فَإِنَّا- إِنْ شَاءَ اللهُ- لَا نَتَجَاوَزُ عَنِ الْحَقِّ وَإِنْ عَنَّ لَنَا فِیْ قَوْلِكُمْ شُبْهَةٌ نُرَاجِعُكُمْ فِیْهَا حَتّٰی یَظْهَرَ الْحَقُّ وَلَمْ یَبْقَ فِیْهِ خِفَاءٌ.

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ صَلَّی اللهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْأَوَّلِیْنَ وَ الْآخِرِیْنَ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِهٖ أَجْمَعِیْنَ.

قَالَهٗ بِفَمِهٖ وَ رَقَمَهٗ بِقَلَمِهٖ خَادِمُ طَلَبَةِ عُلُوْمِ الْإِسْلَامِ كَثِیْرُ الذُّنُوْبِ وَ الْآثَامِ الْأَحْقَرُ خَلِیْلُ اَحْمَدُ وَفَّقَهُ اللهُ لِلتَّزَوُّدِ لِغَدٍ، یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ثَامِنَ عَشَرَ مِنْ شَهْرِ شَوَّالٍ سَنَةَ 1325ھ

جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقائد ہیں اور یہی ہمارا دین و ایمان ہے۔ اگر آپ ان کو صحیح سمجھتے ہیں تو ان پر تصحیح لکھ کر مہر لگادیں اور اگر یہ عقائد غلط و باطل ہیں تو جو عقائد آپ کے نزدیک صحیح ہوں وہ بتلا دیں۔ ہم ان شاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے۔ اگر آپ کے فرمان میں ہمیں کوئی شبہ ہو گا تو ہم آپ سے رجوع کریں گے تاکہ حق بات واضح ہو جائے اور کوئی خفاء باقی نہ رہے۔ ہماری آخری دعا یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے ہمارے اور اولین و آخرین کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی آل، صحابہ کرام اور ازواج مطہرات اور اولاد سب پر۔

یہ جوابات خادم طلبہ کثیر الذنوب خلیل احمد نے زبان سے کہے اور قلم سے لکھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توشہ آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائیں۔

18 شوال 1325ھ